نمبر ۱۰۸ | مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق تازہ ترین اطلاع یہ ہے۔ کہ حضور ۹ مارچ کو دہلی سے روانہ ہو کر مالیر کوٹلہ تشریف لے جائیں گے۔

۷ مارچ بعد نماز عصر گرلز ہائی سکول قادیان کی جماعت نہم کی طالبات نے جماعت دہم کی طالبات کو الوداعی پارٹی دی۔ جس میں دونوں جماعتوں کی استانیوں اور اساتذہ کے علاوہ بعض بزرگان جماعت بھی شامل تھے۔ خواتین کی نشست کا انتظام الگ پردہ میں تھا۔ تلاوت و نظم کے بعد ناصرہ بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے ایڈریس پڑھا جس کا جواب زینب بیگم صاحبہ نے دیا۔ بعد ازاں مولانا شیر علی صاحب نے تقریر فرمائی۔ دعوۃ کا انتظام جو ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی کی ہدایات کے ماتحت کیا گیا۔ قابل تعریف تھا۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ۸ مارچ پھر جموں تشریف لے گئے۔

۸ مارچ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ حضرت مولوی محمد صاحب اجمیری ضلع گوجرانوالہ کے جلسہ کے لئے تشریف لے گئے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا دہلی میں دوسرا اجلاس

مڈلٹن رپورٹ پر غور کرنے کے لئے سب کمیٹی کا تقرر

مظالم کشمیر کے انسداد کیلئے لاہور میں اجلاس منعقد کرنیکی تجویز

دہلی ۶ مارچ۔ کل شام آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے سوس ہوٹل میں حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے زیر صدارت ایک جلسہ منعقد کیا جس میں حسب ذیل ممبران شامل ہوئے۔

ممبران آل انڈیا کشمیر کمیٹی

خواجہ حسن نظامی صاحب۔ مولانا شفیع داؤدی صاحب ایم ایل سی۔ شیخ محمد اقبال جیڈ ایم اسٹر۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب۔ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب۔ مولانا یوسف صاحب اصفہانی بمبئی۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب غزنوی۔ مولانا سید حبیب صاحب آڈ سیاست۔ مولانا مظہر الدین صاحب ایڈیٹر الامان دہلی۔ مولانا عصمت اللہ صاحب سیالکوٹ۔ چودھری محمد شریف صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی منٹگمری۔ میاں فضل کریم صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی لاہور۔ خواجہ جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل گوجرانوالہ۔

سب کمیٹی کا تقرر

چودھری ظفر اللہ خان صاحب ۔ سید حبیب صاحب ۔ مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی اور سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی پر مشتمل ایک سب کمیٹی اس غرض سے بنائی گئی ۔ کہ بغائر نظر ڈلٹن رپورٹ کا مطالعہ کرکے جس قدر جلد ممکن ہو ۔ رپورٹ پیش کرے ۔

اس کے بعد حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا :-

لاہور میں اجلاس منعقد کرنے کی تجویز

کشمیر کے مسلمانوں پر مظالم کے بارہ میں ریاست اور گورنمنٹ ہند نے جو افسوسناک روش اختیار کر رکھی ہے ۔ اسکو مد نظر رکھتے ہوئے کمیٹی ضروری خیال کرتی ہے ۔ کہ لاہور میں مسلم کانفرنس کے موقعہ پر اپنا ایک اجلاس منعقد کرے ۔ تا مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کے ممبران کے مشورہ سے کوئی ایسا عملی پروگرام مرتب کیا جا سکے ۔ جو مظالم کو بند کرانے کے لئے حکام کو فوری کارروائی کرنے کی طرف متوجہ کر سکے ۔

صاحب صدر کا شکریہ

صاحب صدر کے لئے شکریہ کے ووٹ پر اجلاس ختم ہوا ۔

ڈلٹن رپورٹ کے متعلق صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا بیان

اخبارات میں شائع شدہ خلاصہ اصل رپورٹ کے خلاف ہے

رپورٹ ایسی بُری نہیں جیسی کہ خلاصہ سے ظاہر ہوتی تھی

دہلی ۵ ۔ مارچ ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بحیثیت صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی حسب ذیل تار ارسال فرمایا ہے ڈلٹن رپورٹ کے متعلق آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک ریزولیوشن قبل ازیں شائع ہو چکا ہے ۔ اور اس پر غور کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی بھی مقرر ہو چکی ہے ۔ لیکن اس کے متعلق ایک اور نقطہ ہے جس کی میں وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ اخبارات میں ڈلٹن رپورٹ کا خلاصہ دیکھ کر مجھے سخت صدمہ ہوا تھا ۔ کیونکہ جو کچھ اس میں بیان کیا گیا تھا ۔ وہ بالکل غیر متوقع اور خلاف حقیقت تھا ۔ اس وجہ سے جونہی خلاصہ شائع ہوا میں نے اصل رپورٹ کی ایک کاپی حاصل کرنے کی کوشش کی ۔ جو نہ مل سکی ۔ اس پر میں نے ایک خاص آدمی اس غرض کے لئے جموں روانہ کیا ۔ اور مجھے افسوس ہے کہ پھر بھی اس کے حصول میں دیر ہو گئی ۔ اب مجھے اس کی ایک کاپی ملی ہے ۔ جس کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں ۔ کہ اخبارات میں اس کا جو خلاصہ شائع ہوا ہے ۔ وہ سخت گمراہ کن اور اصل کے خلاف ہے ۔ مجھے اس کے متعلق پہلے ہی شکوک تھے اور میں نے کشمیر کمیٹی کے اجلاس میں ان کا ذکر بھی کیا تھا ۔ مگر چونکہ مسٹر ڈلٹن یا ریاست کی طرف سے اخبارات میں خلاصہ کی اشاعت کے بہت روز بعد تک کچھ نہیں کہا گیا تھا ۔ اس لئے کمیٹی کے اکثر ممبروں کا یہی خیال تھا کہ اس خلاصہ کو درست تسلیم کر لیا جائے ۔ لیکن رپورٹ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے ۔ کہ ایسوشی ایٹڈ پریس نے اس کا جو خلاصہ شائع کیا ہے ۔ وہ مسٹر ڈلٹن کے ساتھ صریح ناانصافی ہے ۔ اگرچہ مسلمانوں کے ساتھ پورا پورا انصاف نہیں کیا گیا لیکن یہ امر واضح ہے ۔ کہ رپورٹ ایسی بُری نہیں جیسا کہ خلاصہ سے معلوم ہوتی تھی ۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے معلوم ہو کہ اس میں ان حیثیات نوم مسلمانوں کی تحقیر کی گئی ہے ۔ خلاصہ فی الواقعہ سخت گمراہ کن تھا ۔ اور کوئی لفظ یہاں سے ۔ اور کوئی وہاں سے لے کر جوڑ دیا گیا تھا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو مسٹر ڈلٹن کے خلاف خواہ مخواہ جوش دلانے کی کوشش کی گئی تھی ۔ تاہم میں اصل رپورٹ کے متعلق اس موقعہ پر کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔ کیونکہ اس کے لئے ایک سب کمیٹی کا تقرر عمل میں آ چکا ہے ۔

الجماعة الاحمدية في الديار العربية

ماہ جنوری کی مختصر تبلیغی رپورٹ حسب ذیل ہے :-

عام حالات :- سلسلہ کی مخالفت بدستور ہے ۔ جامع مسجد حیفا کا خطیب کئی مرتبہ خطبہ میں لوگوں کو ہمارے پاس آنے ۔ باتیں سننے اور کتابیں پڑھنے سے منع کر چکا ہے ۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ احمدیت برابر جاری اور مؤثر ثابت ہو رہی ہے ۔

تبلیغی اجتماعات :- عرصہ زیر رپورٹ میں چھ مرتبہ احباب جماعت کے تبلیغی اجتماعات ہوئے جن میں مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی ۔ اور احباب جماعت کے علاوہ بعض غیر احمدی بھی ان اجتماعات میں شریک ہوئے ۔ غیر احمدی دوستوں کے سوالات کے جوابات کے علاوہ مختلف آیات قرآنی کی تفسیر بھی بیان کی جاتی رہی ۔ اور احمدیہ عقائد کے دلائل ذکر کئے گئے ان اجتماعات کے علاوہ وقتاً فوقتاً درس قرآن بھی دیا جاتا ہے ۔

تبادلۂ خیالات :- اس ماہ میں ایک دوست کے مکان پر بعض غیر احمدی ایک عالم کو لے آئے ۔ جب ان سے گفتگو شروع ہوئی ۔ اور انہوں نے ہمارے دلائل سُنے ۔ تو مزید گفتگو سے انکار کر دیا ۔ یہ ایک عمر رسیدہ شیخ تھے ۔ ان کا نام ابو علی ہے ۔ وہ تعجب کرنے لگے ۔ کہ مشائخ تم پر کفر کا فتوے کیوں دیتے ہیں ۔ حالانکہ تمہارے عقائد تو قرآن و حدیث سے مستنبط ہیں ۔ میں نے کہا ۔ تا قرآن پاک ۔ احادیث اور بزرگان سلف کی پیشگوئیوں کی تصدیق ہو جائے ۔ اسی طرح اس عرصہ میں ایک پادری سے دو گھنٹے تک تبادلۂ خیالات ہوا ۔ کہنے لگا ۔ کہ احمدی جماعت تو آنحضرت کی تعظیم میں بے حد غلو سے کام لیتی ہے ۔ عام مسلمان تو ایسا عقیدہ نہیں رکھتے ۔ ان کے عقائد تو مسیح کی افضلیت پر دلالت کرتے ہیں ۔

انفرادی تبلیغ :- احباب جماعت فرداً فرداً بھی تبلیغ کرتے رہتے ہیں ۔ الشیخ صالح الکبابیری اور الشیخ احمد المصری حیفا کی تبلیغی کوششیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ احمدیہ دار التبلیغ میں آنے والے غیر احمدی اور مسیحی اصحاب کی تعداد ۲۵ ہے اس کے علاوہ بعض غیر احمدی اصحاب کے مکانوں پر جا کر بھی تبلیغ کی ۔

تحریری تبلیغ :- اس عرصہ میں سہ ماہی رسالہ "البشارة الاسلامية الاحمدية" کے لئے مضامین لکھے مفتی حمص نے سلسلہ احمدیہ کے خلاف "سواطع الحق المبین" نامی ایک رسالہ شائع کیا ۔ اس کا جواب "حجة المؤمنین" لکھا ۔ بعض تعلیمیافتہ مسلمانوں اور مسیحیوں میں انگریزی لٹریچر تقسیم کیا گیا ۔ جو کہ جناب مکرم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب نے ارسال فرمایا تھا ۔

بیعت :- الحمد للہ کہ اس ماہ میں پانچ کس داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے ۔ ۱ ۔ شیبان آفندی یوسف ۔ یہ ایک تعلیم یافتہ نوجوان ہیں ۔ ایک مدرسہ میں مدرس ہیں ۔ پہلے دہریہ تھے ۔ کسی گزشتہ رپورٹ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے ۔ ۲ ۔ محمد ابن الشیخ صالح البحیری ۔ یہ بھی پہلے مدرس تھے ۔ ۴۰ سال کے قریب عمر ہے ۔ ۳ ۔ سلیم قاسم القرق ۔ یہ فرقہ شاذلیہ کے ایک معزز فرد ہیں ۔ ۵۵ سال عمر ہے شیخ صالح الکبابیری احمدی کے دوست اور ان کی تبلیغ سے ہی داخل سلسلہ ہوئے ہیں ۔ ۴ ۔ ۵ ۔ موضع برجا علاقہ لبنان سے سلیم عبد الرحمٰن اور ان کے بھائی نے بیعت کا خط بھیجا ۔

مصر میں تبلیغ احمدیت :- جماعت احمدیہ مصر باقاعدہ ہفتہ وار اجلاس کرتی ہے ۔ جس میں لیکچروں کا سلسلہ جاری ہے ۔ اور تبلیغی جدوجہد شروع ہے ۔ برادرم السید منیر آفندی الحصنی اور دیگر مخلصین کی مساعی جمیلہ بار آور ہو رہی ہیں ۔ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ہندوستان جانے سے پہلے اہل بہاء کے خلاف ایک زبردست رسالہ رقم فرمایا تھا ۔ وہ رسالہ ماہ جنوری میں "تنویر الالباب" کے نام سے شائع ہو چکا ہے ۔ اور سب جگہ تقسیم کر دیا گیا ہے ۔ برادرم منیر آفندی نے بھی ایک ٹریکٹ "النور الرحمانی" نام شائع

حصہ داران کمیٹی مکانات کیلئے اعلان

قواعد کمیٹی مکانات میں حصہ دار اصحاب کو اطلاع کی جا چکی ہے ۔ کہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر حصہ داران کی میٹنگ ہوگی جس میں تفصیلی قواعد کا فیصلہ کیا جائے گا ۔ اس میٹنگ کے لئے ۲۵ ۔ مارچ جمعہ کا دن مقرر کیا جاتا ہے میٹنگ معاً بعد نماز مغرب شروع ہوگی ۔ شریک ہونے والے احباب وقت مقررہ پر پہنچ جائیں ۔ (پرائیویٹ سکرٹری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

اچھوت اقوام مخلوط انتخاب کے قطعاً خلاف ہیں

ہندوؤں کے فریب آمیز پراپیگنڈا کی حقیقت

اچھوت اقوام میں بیداری

اس وقت جبکہ ہندوستان کی ہر قوم میں بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ ہر طبقہ اپنے سیاسی اور ملکی حقوق کے حصول کے لئے جد و جہد کر رہا ہے۔ جنوبی ہند پر بسنے والے وہ لوگ جنہیں ہندوؤں نے ازراہِ نخوت و تکبر "اچھوت" کا ذلت آمیز اور رسوا کن نام دے رکھا ہے۔ بلکہ مدت مدید اور عرصہ بعید سے ان کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان میں بھی غیرت اور حمیت کے جذبات رونما ہو رہے ہیں۔ اور وہ محسوس کر رہے ہیں۔ کہ جب انسان ہونے کے لحاظ سے وہ کسی سے کم نہیں۔ ان کو بھی خدا نے دوسرے انسانوں کی طرح ہی دل و دماغ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھ۔ ناک غرضکہ تمام اعضاء عطا کئے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ بھی دوسروں کی طرح انسانیت کے تمام حقوق حاصل نہ کریں۔ اور کیوں ان لوگوں کی ذلت آمیز اور انسانیت کش غلامی میں پڑے رہیں۔ جنہوں نے کسی وقت ظلم اور جبر کے ذریعہ ان پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ اور حکومت کے زور اور جبر کے بل بوتے پر ان کی انسانیت کو کچل دیا تھا۔ لیکن اب نہ صرف ان کی ظالمانہ حکمرانی کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔ بلکہ ایک غیر ملکی حکومت کی ماتحتی میں سب کو ایک سی پوزیشن حاصل ہو چکی ہے۔

اچھوت اقوام کی حقوق طلبی

اب اگر ہندوؤں کو اور ان ہندوؤں کو جو اپنے آپ کو اعلیٰ ذاتوں کے بتاتے ہیں۔ یہ حق حاصل ہے۔ کہ موجودہ حکومت سے ہندوستان میں حکومت کرنے کے اختیارات کا مطالبہ کریں۔ تو یقیناً ان لوگوں کو جن پر موجودہ حکومت کی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے اس وقت بھی ہندو قالبوں کی طرح مسلط ہیں۔ بدرجہ اولیٰ یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ سب سے پہلے ہندوؤں کے پھندے سے اپنی گردنوں کو آزاد کرائیں۔ اور پھر نظام حکومت میں اپنا واجبی حصہ طلب کریں۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کر رہے ہیں اور صاف الفاظ میں ایک طرف حکومت کو اور دوسری طرف ہندوؤں کو بتا رہے ہیں۔ کہ اب وہ ظلم و ستم جو ہندوؤں کی طرف سے ان پر کیا جاتا رہا۔ اور کیا جا رہا ہے۔ وہ کتوں اور بلیوں سے بھی بدتر سلوک جو ہندو ان سے کرتے چلے آ رہے ہیں جس کا انسداد اس وقت تک حکومت نے نہیں کیا۔ اسے برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ بھی اپنے آپ کو انسان سمجھتے ہیں۔ اور دوسروں سے بھی اپنے انسان ہونے کا اعتراف کرانا چاہتے ہیں۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ہندوؤں کے قبضہ و تصرف سے انہیں بالکل آزاد کر کے علیحدہ قوم قرار دے دیا جائے۔ اور ان کی آبادی کے لحاظ سے ان کے سیاسی حقوق معین کر دیئے جائیں۔

ہندوؤں کی سنگدلی

اگرچہ عدل و انصاف کے رو سے انسانیت اور معقولیت کے لحاظ سے ان کا یہ مطالبہ بالکل حق بجانب ہے۔ اور ہر اس شخص کا جو انسانیت سے کچھ بھی حصہ رکھتا ہے۔ فرض ہے۔ کہ ان کی ہر طرح امداد کرے۔ لیکن ہندو کچھ ایسے سنگدل اور سخت مزاج واقعہ ہوئے ہیں۔ کہ ہزارہا سال سے ان لوگوں کے ساتھ زرخرید غلاموں سے بھی بدتر سلوک کرنے اور حیوانوں سے زیادہ ذلیل سمجھنے کے باوجود ان میں رحم اور خدا ترسی کا ایک ذرہ بھی نہیں پایا جاتا۔ اور وہ اس بات کے لئے ہر جائز سے ناجائز کوشش کر رہے ہیں کہ تمدا کی جس مخلوق کو وہ "اچھوت" قرار دے چکے ہیں۔ اس پر اب بھی بدستور سابق مسلط رہیں۔ اور تو اور خود گاندھی جی جو تمام ہندوؤں کے نفس ناطقہ سمجھے جاتے ہیں۔ جب لنڈن میں اپنے لئے کامل آزادی حاصل کرنے کے لئے گئے۔ تو انہوں نے بھی علے الاعلان کہدیا۔ کہ وہ جان دے دینا تو گوارا کر لیں گے۔ لیکن یہ برداشت نہ کریں گے۔ کہ اچھوت ہندوؤں سے علیحدہ ہو کر اپنی ہستی قائم کر سکیں۔

اچھوتوں کے لئے مشکلات

جن لوگوں کی ذہنیت پسماندہ اقوام کے متعلق اس درجہ گری ہوئی ہو جو ان کا اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ایک آنکھ نہ دیکھ سکتے ہوں۔ وہ ان کے رستہ میں روڑے اٹکانے اور ان کے لئے مشکلات پیدا کرنے کے لئے جو کچھ بھی کریں۔ کم ہے۔ اور جبکہ وہ سیم و زر کے دریا بہانے کی مقدرت رکھتے ہوں۔ تو ان لوگوں میں سے کسی کا پھسل جانا۔ بلکہ یہ جانا کوئی ناممکن بات نہیں جو ابھی ابھی اٹھنے اور کھڑے ہونے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کے لئے یہ تو ممکن ہے۔ کہ کسی ایک آدھ کو اپنا آلہ کار بنا سکیں۔ اور اس کی آڑ میں اپنی ہمدردی اور خیر خواہی کا شور مچا سکیں لیکن ساری کی ساری قوم کو فریب دینا۔ اور ان کے مطالبہ حریت و آزادی کو کچل کر اپنی غلامی میں جکڑے رکھنا یہ اب ان کے لئے ناممکن اور قطعاً ناممکن ہے۔

ہندوؤں کی خود غرضی

بہرحال ہندو اس بات کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو پسماندہ اقوام کو اپنے قبضہ و تصرف سے نہ نکلنے دیں۔ اس لئے نہیں۔ کہ اس وقت تک ان پر جو مظالم کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کا کفارہ دینا چاہتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ ان اقوام کا اپنی ہستی علیحدہ قائم کر لینا وہ اپنے لئے موت خیال کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ چھ سات کروڑ لوگوں کا اپنے آپ کو ہندوؤں کی غلامی سے آزاد کرا لینے کا یہ مطلب ہے۔ کہ ایک طرف تو اتنے کثیر التعداد غلام ان کے ہاتھ سے جاتے رہیں گے۔ اور دوسری طرف ان کے جن سیاسی اور ملکی حقوق کو انہوں نے غصب کر رکھا ہے ان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ چنانچہ ہندو چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں۔ کہ:-

"اگر اچھوت ہندوؤں سے بالکل الگ ہو گئے۔ تو انہیں ایک زبردست سیاسی نقصان پہنچے گا۔ ہندو قوم کے لئے اچھوتوں کا مسئلہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے"

گویا ہندوؤں کو اچھوتوں کی حالت زار کی کوئی پرواہ نہیں۔ اس وقت تک ان کے حقوق پر قبضہ کر کے جس قدر فوائد وہ حاصل کر چکے ہیں ان کا بھی کچھ لحاظ نہیں۔ بلکہ ان کی کوشش یہ ہے۔ کہ اچھوت خواہ کیسی ہی ذلت کی زندگی کیوں نہ بسر کریں۔ ان کے جو حقوق ہندوؤں کے قبضہ میں آ چکے ہیں۔ وہ ان کے ہاتھ سے نہ جانے پائیں۔ اس غرض کے لئے لنڈن میں بے حد کوشش کی گئی حتےٰ کہ گاندھی جی نے یہاں تک گراوٹ کا ثبوت پیش کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ کہ مسلمان نمائندوں سے کہدیا۔ میں مسلمانوں کے سب مطالبات منظور کر لینے کے لئے تیار ہوں۔ اگر آپ لوگ اچھوتوں کا ساتھ چھوڑ دیں۔ لیکن مسلمان نمائندوں نے ایک کمزور اور پسماندہ قوم کو خود غرضی کی بھینٹ چڑھ جانے سے انکار کر دیا۔ اور صاف کہدیا۔ کہ وہ اپنے مطالبات منوانے کی قیمت اچھوت اقوام کی تباہی کی شکل میں پیش کرنے کے لئے تیار نہیں۔

ایک اچھوت نمائندہ ہندوؤں کے قبضہ میں

اس طرح اس وقت تو ہندوؤں کو سخت ناکامی ہوئی۔ لیکن اب جبکہ فرنچائز کمیٹی اس امر کے متعلق بھی مواد فراہم کر رہی ہے۔ کہ

اچھوت اقوام کی نمائندگی کی کیا صُورت ہونی چاہیئے۔ انہیں ہندُوؤں میں ہی شامل رکھنا چاہیئے۔ یا علیحدہ حق نیابت ملنا چاہیئے۔ تو ہندوؤں نے ایک اچھوت سرکردہ ایم۔ سی۔ راجہ کو گانٹھکر یہ شور مچانا شروع کر دیا ہے کہ اچھوت اقوام ہندوؤں سے علیحدہ نیابت کی خواہاں نہیں۔ بلکہ مخلوط انتخاب چاہتی ہیں۔ اور صرف اتنا کافی سمجھتی ہیں۔ کہ ان کے لئے نشستیں مخصوص کر دی جائیں۔ ڈاکٹر مُنجے نے تو اس صورت کو ہندوؤں۔ اور اچھوتوں میں فیصلہ کُن معاہدہ قرار دے کر وزیر اعظم کو تار بھی دیدیا ہے۔ کہ ہندوؤں اور اچھوتوں میں تصفیہ ہو گیا ہے۔ اسی کو نا ذکر نا چاہیئے

مسٹر ایم سی راجہ کے خلاف آواز

اس امر کی وضاحت ہم انشاءاللہ کسی دوسرے مضمون میں کریں گے کہ فیصلہ کی یہ صورت جو ہندُوؤں نے تجویز کی ہے پسماندہ اقوام کے لئے کس قدر نقصان رساں اور تباہ کن ہے۔ اور ہندوؤں نے اپنے مفاد اور اغراض کی خاطر کیسا خطرناک جال تیار کیا ہے۔ اس وقت یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ مسٹر ایم سی راجہ کا فیصلہ نہ تو اچھوت اقوام کا فیصلہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور نہ اچھوت اقوام کے نمائندے اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ صوبہ پنجاب کے آدھرم منڈل نے حسب ذیل اعلان شائع کیا ہے:۔

"ہندو اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ ایم۔ سی راجہ جو اچھوتوں کے نمائندے ہیں۔ مشترکہ انتخاب کی حمایت کر رہے ہیں۔ اور ظاہر کرتے ہیں۔ کہ میں ہندوستان کے تمام اچھوتوں کا نمائندہ ہوں۔ حالانکہ ہندوستان کے ان پڑھ اچھوت ایسے خود غرض مطلب پرست شخص کے نام سے بھی واقف نہیں ہیں۔ جو خود ہی اچھوتوں کا چودھری بن کر مشترکہ انتخاب کے عہدنامہ پر دستخط کرتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ مسٹر راجہ مدراس کے بعض اچھوتوں کے نمائندے ہوں۔ مگر دیگر صوبجات کے اچھوت انہیں اپنا نمائندہ ہرگز تصور نہیں کرتے۔

معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ وُہی ایم۔ سی راجہ ہیں۔ جو گزشتہ سالوں میں اچھوتوں کو ہندوؤں سے علیحدہ رہنے پر زور دیتے تھے۔ لیکن آج دعوے کرتے ہیں۔ کہ اچھوت ہندُوؤں سے علیحدہ ہو کر تباہ ہو جائیں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندُوؤں کی طرف سے مسٹر راجہ کو کسی قسم کا زبردست لالچ دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے اپنا پُرانا اصُول بھی ترک کر دیا ہے۔ ہندوستان کے تمام اچھوتوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ راجہ صاحب اپنی مطلب پرستی کے لئے سات کروڑ انسانوں کو اسی مصائب و آلام کے گڑھے میں رکھنا چاہتے ہیں۔ جس میں ہزاروں سالوں سے تڑپ رہے ہیں۔ لیکن اب وُہ زمانہ نہیں رہا۔ اچھوتوں کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر یہ ظاہر کر دینا چاہیئے۔ کہ وُہ اس قسم کی فریب کاریوں کے جال میں نہیں پھنس سکتے۔ انہیں مشترکہ انتخاب کا کافی تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ اور اب وُہ اسے منظور کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارنے کی غلطی کا ارتکاب نہیں کر سکتے۔ ہمیں امید ہے کہ ہندوستان کی اچھوت سوسائٹیوں کے نمائندے مسٹر راجہ صاحب اور ان کے عہدنامے کی سخت مذمت کر کے ان کی رہنمائی سے بیزاری کا اعلان کریں گے"۔

یہ اعلان بالکل صاف اور واضح ہے۔ جس میں نہ صرف اچھوت اقوام کی علیحدہ ہستی قائم کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ بلکہ ایم۔ سی راجہ کی حقیقت بھی نمایاں کر دی گئی ہے:۔

اچھوت سوسائٹیوں کا مشترکہ اعلان

پھر جیسا کہ اس کی آخری سطور میں ظاہر کیا گیا ہے۔ ہندوستان کی اچھوت سوسائٹیوں کے نمائندوں نے بھی مسٹر راجہ کے خلاف پُرزور آواز بلند کی ہے۔ چنانچہ ہندوستان کے پانچ صوبوں کی مسلمہ و متفقہ اچھوت سوسائٹیوں کے نمائندوں نے حسب ذیل مشترکہ اعلان شائع کیا ہے:۔

"اطلاع ہے۔ کہ ورکنگ کمیٹی آل انڈیا اچھوت ایسوسی ایشن کی مجلس عاملہ کا اجلاس ۲۱۔ فروری کو نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ جس میں مسٹر راجہ نے اچھوتوں کے لئے مخلوط انتخاب قبول کرنے کے لئے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور کہ اس اجلاس میں جلسہ کا رجحان مخلوط انتخاب کی طرف تھا۔ ان حالات کے سلسلہ میں ہم اس کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ نام نہاد آل انڈیا اچھوت ایسوسی ایشن ہندوستان کی اچھوت برادری کی ہرگز ہرگز نمائندہ جماعت نہیں۔ اور نہ سی۔ پی بمبئی۔ اور مدراس کے سوا کسی اور صُوبہ میں اس کی کوئی شاخ ہے۔ سوائے عہدہ داران کے اس ایسوسی ایشن کے اراکین بھی نہیں ہیں۔ ہمیں تو اس کا علم بھی نہیں۔ کہ دہلی کے اس اجلاس کی نمائندہ حیثیت کیا تھی۔ اور یہ کہ صوبجات سے کون کون اچھوت جماعتیں اس میں شامل ہوئیں۔ ہمیں معلوم ہے۔ کہ آسام و بنگال کی طرف سے کوئی نمائندہ اس میں شامل نہیں ہُوا تھا۔ مسٹر راجہ گزشتہ نومبر تک (جبکہ اس نے گوڈگانواں کانفرنس کی صدارت کی) جداگانہ انتخاب کے پُرزور حامی تھے اب ہمیں تعجب ہے۔ کہ اب اس میں کونسی تبدیلی ہو گئی ہے جس کے باعث وُہ مخلوط انتخاب کے حامی بن گئے۔ مسٹر راجہ کے اس بیان کے متعلق کہ اجلاس کا رجحان مخلوط انتخاب کی طرف تھا۔ ہم اس کا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ ہم دستخط کنندگان جو آسام۔ بنگال۔ یو۔ پی۔ بہار۔ اڑیسہ اور پنجاب کی اچھوت برادری کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اس وقت تک اچھوت برادری کے لئے جداگانہ انتخاب کے حامی ہیں۔ اور یہی درست ہے (مسٹر) ایم۔ بی ملک ایم۔ ایل۔ سی صدر بنگال ایسوسی ایشن۔ (۲) مسٹر نانک چند دھوسا صدر آدھرم ایسوسی ایشن۔ (۳) مسٹر ہسندر داس سیتاپتی صدر آسام ایسوسی ایشن (۴) مسٹر ہری رام نائب صدر آدی دھرم منڈل پنجاب (۵) مسٹر سلطان رام صدر بہار۔ اڑیسہ ایسوسی ایشن (از کلکتہ مورخہ ۲۵۔ فروری)"۔

ان اعلانات کی موجودگی میں کوئی صحیح الدماغ انسان یہ خیال بھی نہیں کر سکتا۔ کہ اچھوت اقوام مخلوط انتخاب کی حامی ہیں۔ اور وہ صرف اپنی نشستیں مخصوص کر لینے پر مطمئن ہو سکتی ہیں۔ اس بارے میں ہندُو اخبارات جو کچھ لکھ رہے ہیں۔ وُہ محض دھوکہ اور فریب ہے:۔

اچھُوت نمائندوں سے بداخلاقی

اسی سلسلہ میں وُہ اچھُوت اقوام کے ذمہ وار لیڈروں اور خاصکر ڈاکٹر امبیدکر کے خلاف جنہوں نے گول میز کانفرنس میں گاندھی جی کو کھری کھری سنائی تھیں۔ ان کی ہمدردی اور خیر خواہی کی حقیقت منکشف کی تھی۔ اور اپنی درماندہ جاتی کے لئے علیحدہ نیابت کا پُرزور مطالبہ کیا تھا۔ حد درجہ کی بداخلاقی اور بد تہذیبی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ہندُوؤں کے نزدیک اچھوتوں کی نمائندگی کا حق صرف مسٹر راجہ کو حاصل ہے۔ اور وُہ بھی اُس وقت نہیں جبکہ آج سے تھوڑا ہی عرصہ قبل مسٹر راجہ اچھوتوں کی علیحدہ نیابت کا مطالبہ کرتے۔ اور ہندُوؤں سے علیحدگی کو اپنی قوم کے لئے ضروری قرار دیتے تھے۔ بلکہ اب جبکہ انہوں نے مونجے کے پھندے میں پھنس کر نہ صرف اپنی قوم سے غداری کا ارتکاب کیا۔ بلکہ اپنے سابقہ رویہ کے خلاف بھی قدم اٹھایا۔ اور پھر جبکہ ہر صوبہ کی اچھوت اقوام اس کے خلاف پُرزور اظہار نفرت کر رہی ہیں۔ وُہ اچھوت کے نمائندے قرار دیئے جا رہے ہیں:۔

اچھوت اقوام کے لئے ہندُوؤں کا بدزبانی اور بدتہذیبی سے پیش آنا کوئی نئی بات نہیں۔ وُہ صدیوں سے اس کا نشانہ بنتے چلے آ رہے ہیں۔ بلکہ اس سے گزر کر بلاوجہ مار پیٹ بھی ان کے لئے معمولی بات ہے۔ علاوہ ازیں انہی باتوں نے ان میں خودداری اور عزت نفس کا احساس پیدا کیا ہے۔ لیکن ہندُو اس طریق عمل سے اپنے رستہ میں خود کانٹے بو رہے ہیں۔ اور جلد یا بدیر انہیں یقیناً اس ظلم کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ جو اچھوتوں پر کر رہے ہیں:۔

قلمروِ آصفیہ کی ہنُدو نوازی

وُہ ہندُو جو قلمرو آصفیہ کے خلاف معاندانہ پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ ان کی آنکھیں حضُور نظام کی حکومت کے اس بیان سے کھل جانی چاہئیں۔ جس میں ہندُوؤں پر مراعات خصوصی کا یہ تفصیل ذکر ہے۔ اور جس کا ایک مختصر سا اقتباس حسب ذیل ہے:۔

"ممالک محروسہ میں تقریباً ۲۲۰۰۰ دیہات ہیں۔ ان میں سے اکثر میں ہر گاؤں میں ایک مالی پٹیل۔ ایک پولیس پٹیل۔ اور ایک پٹواری ہوتا ہے۔ دیہاتوں کے یہ افسر تمام کے تمام ہندُو ہیں۔ مثلاً ضلع پربھنی میں جہاں ہندو اور مسلمان باشندوں کا تناسب ۱۰۰ کے مقابلہ میں ۱۲ ہے۔ تقریباً ۹۹ فیصدی دیہات کے حکام ہندُو ہیں۔ اور ان کا ملک بھر میں بے حد اقتدار اور رسُوخ ہے"۔

کیا ریاست کشمیر کے مقابلہ میں ریاست حیدر آباد کو پیش کرنے والے ہندُو ان شمار و اعداد کو دیکھ کر بتا سکتے ہیں کہ آیا کشمیر میں بھی جہاں مسلمانوں کی آبادی ۹۵ فیصدی ہے۔ مسلمانوں کو اسی نسبت سے سرکاری عہدے حاصل ہیں۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو حیدر آباد کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو پہلے کشمیر میں مسلمانوں کو اس نسبت سے حقوق دلانے کی کوشش کرنی چاہیئے:۔

اسلام پر اعتراضات کے جوابات

بائبل سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت

"نور افشاں" میں چیلنج

نور افشاں ۲۹ جنوری میں ایک مسلمان میاں تاج دین صاحب جودھ پوری نے بعنوان "برادران اسلام کی توجہ کے قابل" ایک اعلان شائع کرایا ہے جس میں لکھا ہے

"میں مسلمان ہوں۔ اور تمام اہل اسلام کو یہ چیلنج دیتا ہوں۔ کہ اگر کوئی مسلمان صاحب آنحضرت صلعم کا بائبل سے نبی ہونا ثابت کر دیں تو میں تا زندگی محمدی مذہب پر قائم رہوں گا۔ اگر چھ ماہ کے اندر اندر کسی صاحب کی طرف سے معقول جواب "نور افشاں" کے ذریعہ موصول نہ ہوا تو میں علانیہ طور پر مسیحیت کو قبول کر لوں گا"

غلط فہمی کا شکار

اس اعلان میں اگر کوئی اور غرض پنہاں نہیں۔ اور اگر حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے یہی سمجھا جائے۔ کہ یہ اعلان تحقیق حق کے لئے کیا گیا ہے تو یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اعلان کرانیوالے صاحب عیسائیوں کے دھوکہ میں آکر اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت معلوم کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ بائبل سے آپ کی صداقت کا ثابت ہونا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالے کے انبیاء اپنی صداقت کے لئے بیسیوں قسم کے نشانات رکھتے ہیں اور ان کی صداقت معلوم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ان کی اپنی زندگی ہوتی ہے۔ سابقہ کتب کی پیشگوئیاں محض تائیدی شہادت کا درجہ رکھتی ہیں۔ عقلمند انسان کا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر اسے ایک ذریعہ سے کسی نبی کی صداقت معلوم نہ ہو سکے تو وہ اس کی صداقت سے ہی انکار نہ کر دے۔ بلکہ یہ خیال کرے۔ کہ اس کی نظر کی کوتاہی اور فہم کی کمی نے اس پر صحیح معلومات پوشیدہ رکھی ہیں پس اپنی نظر کو ہمیشہ وسیع رکھنا چاہیئے۔ اور اس خیال کے ماتحت تحقیق نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ اگر فلاں کتاب سے صداقت ثابت ہوئی۔ تو مان لوں گا۔ ورنہ نہیں بلکہ ایک رسول اور نبی کی صداقت معلوم کرنے کے لئے وہ طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ جو پختہ اور مضبوط ہو۔ اور جس سے سارے انبیاء کی صداقت کا ثبوت ملتا ہو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت معلوم کرنے کے کئی طریق ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ ہم بائبل سے آپ کی صداقت معلوم کریں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ اگر بائبل سے آپ کا نبی ہونا ثابت نہ ہو۔ تو آپ نبی ہی نہیں۔ ممکن ہے ہماری کوتاہی نظر بائبل کے ایسے مقامات تک نہ پہنچ سکے۔ جہاں صداقت کا ثبوت موجود ہو۔ اور ممکن ہے۔ کہ تحریف اور الحاق نے ان مقامات کو ایسا مسخ کر دیا ہو۔ کہ ان کا مفہوم عام فہم نہ رہا ہو

سخت غلطی

ان تمہیدی سطور سے مقصد یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا انحصار محض بائبل پر رکھنا۔ اور کسی کا یہ کہنا۔ کہ اگر اس طور پر آپ کی صداقت ثابت نہ ہوئی۔ تو میں عیسائی ہو جاؤں گا۔ سخت غلطی ہے۔ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا کوئی ثبوت ہے۔ یا نہیں اگر ہمیں زمین و آسمان میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا اور کوئی نشان نہ دکھائی دے تب بیشک انکار ہو سکتا ہے لیکن جبکہ اللہ تعالے نے آپ کی صداقت معلوم کرنے کے لئے لاکھوں دلائل اور بے شمار نشانات مہیا کر دیئے ہیں۔ تو ان کو نہ دیکھنا۔ اور محض ایک بات کو لے بیٹھنا دانائی سے بعید ہے۔

بائبل سے ثبوت

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے قرآن مجید نے جو دلائل پیش کئے ہیں۔ اور جو عقلی اور نقلی طور پر روز روشن کی طرح واضح ہیں وہ ہر حق پسند اور صداقت جو انسان کی تسلی کرنے کے لئے کافی ہیں لیکن ہم یہ بھی دعوی کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ باوجود بائبل کے بے حد محرف و مبدل ہونے کے اور باوجود عیسائیوں کی اس کوشش کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اس میں جو پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ انہیں مسخ کر دیں۔ پھر بھی بائبل کے رو سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ثابت ہے۔ اور چونکہ سائل نے محض بائبل سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا ثبوت مانگا ہے اور بذریعہ خط بتایا ہے۔ کہ یہ سوال عیسائیوں کے مجبور کرنے پر کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم اسی پہلو کو اختیار کرتے ہوئے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ بائبل بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا ثبوت پیش کر رہی ہے بلکہ قرآن مجید نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ تورات و انجیل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی پیشگوئی موجود تھی چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والانجیل یامرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث ویضع عنهم اصرهم والاغلال التی کانت علیهم (اعراف ع ۱۹)

ان آیات کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہی لوگ سچائی پر ہیں۔ جو اس رسول موعود کی جو امی ہے اتباع کرتے ہیں۔ یہ وہ رسول ہے جس کی خبر تورات وانجیل میں موجود ہے یہ نیکی کا حکم دیتا۔ بدی سے روکتا۔ طیبات کی حلت اور خبائث کی حرمت بتاتا ہے۔ اور بوجھوں کے نیچے دبے ہوئے اور گلے میں طوق پڑے ہوئے لوگوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرتا ہے۔

بائبل میں تحریف

قرآن کریم نے آج سے کئی صدیاں قبل یہ دعویٰ پیش کیا۔ اس وقت سے لیکر اس وقت تک بائبل پر جو تغیرات آئے۔ اس میں جس قدر تحریف کی گئی۔ اس کے مطالب کو جس طرح بگاڑا گیا۔ اور محض اس لئے بگاڑا گیا۔ کہ بانی اسلام کی صداقت اور تائید کسی لفظ سے ظاہر نہ ہو۔ اس سے سب دنیا آگاہ ہے۔ بائبل کی تحریف کے پچھلے قصے تو جانے دو عیسائی اب بھی اپنی اس مذموم روش پر عمل پیرا ہیں۔ اور وہ تحریف کے سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اخبار "نور افشاں" (۲۸ نومبر ۱۹۳۰ء) نے "ہندوستان کی تمام مشنوں۔ تمام کلیساؤں۔ تمام مسیحی انجمنوں۔ تمام مکاتب الہیات تمام ادارہ ہائے اشاعت و تالیف اور ہر مسیحی کو مخاطب کر کے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ "بائبل سوسائٹی نے کمال دور اندیشی سے نئے ترجمہ کی تھوڑی سی جلدیں اس غرض سے شائع کی ہیں۔ کہ اس ترجمہ پر جو اعتراضات موصول ہوں۔ ان کو پیش نظر رکھ کر مناسب تبدیلیاں کر لی جائیں"۔ اور یہ "التجا" کی تھی۔ کہ وہ نئے ترجمے کے ایک ایک لفظ کو بغور پڑھیں۔ اور آپکی نگاہ میں جن جن مقامات پر اغلاط یا اصلاح طلب الفاظ یا فقرات نظر آئیں۔ فہرست بنا کر فی الفور جناب سیکرٹری صاحب برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج دیں"

پس جس بائبل کی تحریف کا سلسلہ آج تک اس شد و مد کے ساتھ چلا آرہا ہے اس میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ثابت کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ مگر یہ خدا تعالے کی حکمت ہے۔ کہ اب بھی بائبل سے صداقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ثبوت مل رہا ہے۔ جو ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

استثنا باب ۵ کا حوالہ

استثنا باب ۵ میں اس امر کا ذکر ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے سرگروہ اور بڑے بڑے آدمی لے کر جب اللہ تعالے کا کلام سننے کے لئے کوہ طور پر گئے۔ تو یہ لوگ جلال ربانی دیکھ کر اس کی تاب نہ لا سکے۔ اور انہوں نے نہایت گستاخی سے کہا۔ کہ "اگر ہم خداوند اپنے خدا کی آواز اب کی پھر سنیں گے۔ تو ہم مر ہی جائیں گے"۔ پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ "تو آپ ہی نزدیک جا۔ اور سب جو کچھ خداوند ہمارا خدا فرمائے سن اور جو کچھ خداوند ہمارا خدا تجھ کو کہے۔ تو ہم سے کہہ ہم سنیں گے اور مانیں گے۔ اور اس پر عمل کریں گے" (۵ / ۲۴-۲۷)

بائبل کا بیان ہے۔ خداوند خدا نے اس گستاخی کی سزا میں فرمایا۔ "انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا۔ میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالونگا اور جو کچھ میں اسے فرماؤنگا وہ سب ان سے کہیگا۔ اور ایسا ہو گا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہیگا نہ سنیگا۔ تو میں

اس کا حساب اس سے لوں گا۔" (استثنا [illegible] ۱۹۰۱۸)

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے بنو اسماعیل میں سے حضرت موسیٰ کی طرح کا یعنی صاحب شریعت رسول مبعوث کرنے کی خبر دی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ تعالےٰ کا جو صاحب شریعت رسول دنیا میں آیا۔ وہ سوائے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نہیں پس صاف اور واضح طور پر ظاہر ہے۔ کہ اس پیشگوئی سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔

عیسائیوں کا غلط دعویٰ

مگر عیسائی محض ضد اور تعصب کی وجہ سے اس کا مصداق حضرت مسیح علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے اس دعویٰ کی تردید خود بائبل ہی کر رہی ہے۔

مثلاً عیسائی صاحبان حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی قرار نہیں دیتے بلکہ انہیں "خدا" اور "ابن خدا" سمجھتے ہیں۔ مگر نبی اور خدا یا ابن اللہ میں عظیم الشان فرق ہے۔ نبی کہتے ہیں المخبر عن الغیب بالھام من اللہ (المنجد) اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہامات کے ذریعہ اخبار غیبیہ بیان کرنے والا نبی ہوتا ہے۔ مگر جو خود خدا ہے۔ وہ کس سے غیب کی خبریں حاصل کرے گا۔ کہ اسے نبی کہا جائے۔ لیکن عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ قرار دیتے ہیں۔ مگر ان آیات میں حضرت موسیٰ سا "ایک نبی" اور "اپنا کلام اس کے مونہہ میں ڈالوں گا" کے الفاظ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ وہ حضرت موسیٰ کی طرح انسان اور اللہ تعالےٰ کا نبی ہو گا۔

یہود کی شہادت

پھر یہود جو اس الہام کے اصل مخاطب تھے۔ اور جن کے آباد اجداد نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ پیشگوئی سنی۔ وہ نسلاً بعد نسلٍ اسکو مسیح کے سوا کسی اور وجود کے لئے قرار دیتے تھے۔ جس کا ثبوت اناجیل سے ہی ملتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ یہود جب یوحنا کے پاس گئے۔ تو یوحنا نے "اقرار کیا۔ کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا۔ پھر کون ہے۔ کیا تو ایلیاہ ہے۔ اس نے کہا۔ میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ نہیں" (یوحنا ۱/۲)

اس سوال وجواب سے پتہ چلتا ہے۔ کہ یہود "مسیح" اور "وہ نبی" کو علیحدہ علیحدہ سمجھتے تھے۔

پیشگوئی کے الفاظ سے عیسائیوں کی تردید

پھر پیشگوئی کے الفاظ بھی عیسائیوں کے اس خیال خام کی تردید کر رہے ہیں۔ کیونکہ ان سے ظاہر ہے۔ کہ وہ نبی صاحب شریعت ہو گا۔ اور "سب ان سے کہیگا" یعنی اسکی شریعت باقی شرائع سے اکمل ہو گی۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام اوّل تو صاحب شریعت ہی نہیں تھے۔ بلکہ انہوں نے صاف طور پر کہدیا اور

"یہ نہ سمجھو۔ کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں۔ بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ملیگا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔" (متی ۵/۱۸)

دوسرے انہوں نے "سب کچھ" نہیں بتایا۔ بلکہ یہ کہا۔ کہ

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئیگا۔ تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا۔ لیکن جو کچھ سنیگا۔ وہی کہیگا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا" (یوحنا ۱۶/۱۲-۱۳)

پولوس کا بیان

پھر عیسائیوں کے اس خیال کا ابطال پولوس کے بیان سے بھی ہوتا ہے۔ جس نے صاف طور پر اس خیال کو رد کیا ہے۔ کہ "مسیح" اور "وہ نبی" ایک ہی ہے۔ اس نے لکھا ہے۔

"ضرور ہے۔ کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے۔ جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں۔ جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا۔ کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی برپا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے۔ اسکی سننا" (اعمال ۳/۲۱-۲۲)

پس پولوس بھی یہ حقیقت ظاہر کرتا ہے۔ کہ مسیح کی آمد ثانی سے پہلے موسیٰ کی پیشگوئی کے مطابق "وہ نبی" کا آنا ضروری ہے۔ گویا بالفاظ دیگر "وہ نبی" اور مسیح علیحدہ علیحدہ شخصتیں ہیں۔

ان امور سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وہ پیشگوئی جس کا ذکر استثنا میں آیا ہے حضرت مسیح کے لئے نہیں بلکہ اس کا مصداق وہ نبی ہے۔ جو بنو اسماعیل میں سے ظاہر ہوا۔ اور جسکو خدا نے مثیل موسیٰ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔

فاران سے جلوہ گر ہونے والا نبی

اس امر کی مزید وضاحت کے لئے ہم بعض اور پیشگوئیوں کا بھی ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

استثنا ۳۳/۲ میں آتا ہے۔

"خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔ ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں۔ اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں۔ اور تیری باتوں کو مانیں گے۔"

ان آیات میں اللہ تعالےٰ کے تین انبیاء کی بعثت کا ذکر ہے۔ طور سینا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظہور اظھر من الشمس ہے۔ سعیر کا تعلق حضرت مسیح علیہ السلام سے ہے۔ کیونکہ یہ بیت اللحم اور ناصرہ کے پاس ہے۔ اور فاران سے جلوہ گر ہونے والے نبی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

فاران کہاں ہے؟

عیسائی جہالت سے کام لیتے ہوئے اس موقعہ پر یہی کہدیا کرتے ہیں۔ کہ یہ فاران حجاز میں نہیں۔ بلکہ طور سینا کے پاس ہے۔ ایسے لوگوں کو بائبل سے حضرت ابرہیم علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ کا یہ واقعہ پڑھنا چاہیئے

"تب ابراہام نے صبح سویرے اٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور ہاجرہ کو اس کے کاندھے پر دھر کر دی۔ اور اس لڑکے کو بھی اور اسے رخصت کیا۔ وہ روانہ ہوئی۔ اور بیر سبع کے بیابان میں بھٹکتی پھرتی تھی۔ تب اس نے اس لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا۔ اور آپ اس کے سامنے ایک تیر کے ٹپے پر دور جا بیٹھی۔ کیونکہ اس نے کہا میں لڑکے کا مرنا نہ دیکھوں۔ سو وہ سامنے بیٹھی اور چلا چلا کر روئی۔ تب خدا نے اس لڑکے کی آواز سنی۔ اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا۔ اور اس سے کہا۔ اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا۔ مت ڈر۔ کہ اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے۔ خدا نے سنی۔ اٹھ اور لڑکے کو اٹھا۔ اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤنگا۔ پھر خدا نے اسکی آنکھیں کھولیں۔ اور اس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا۔ اور جا کر اس مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا۔ اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا۔ اور وہ بڑھا۔ اور بیابان میں رہا کیا۔ اور تیر انداز ہو گیا۔ اور وہ فاران کے بیابان میں رہا۔" (پیدائش ۲۱/۱۴-۲۱)

پس یہ فاران کی سرزمین وہی ہے جسمیں مکہ اور مدینہ واقع ہے۔ آج تک چاہ زمزم حضرت ہاجرہ کے واقعہ کی یادگار میں قائم ہے۔ اور آج تک اسلام میں صفا و مروہ کا طواف جہاں حضرت ہاجرہ نے چکر کاٹے شعائر اللہ میں سے سمجھا جاتا ہے۔

حضرت اسمٰعیل سے خدا کے وعدے

اگر اس دشت فاران کے نبی کو نہ مانا جائے۔ تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے جو برکت اور ترقیات کا خدا تعالےٰ نے وعدہ کیا تھا۔ اس کا پورا نہ ہونا لازم آتا ہے۔ پیدائش میں خدا کا یہ کلام موجود ہے۔ کہ "میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔" اسی طرح آتا ہے۔

"اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے۔ اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔" (باب ۱۷) یہ ترقیات کا وعدہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ہی پورا ہوا۔

پھر ہم دیکھتے ہیں حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد اور کوئی صاحب شریعت نبی سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا نہیں آیا۔ جس کے ہاتھ میں آتشی شریعت ہو۔ اور جس پر یہ تمام پیشگوئیاں چسپاں ہوتی ہوں۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ پیشگوئی۔ کہ "خدا سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی" سوائے رسول کریم کے اور کسی پر چسپاں نہیں ہو سکتی۔ آپ ہی فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوئے آپ ہی دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فتح مکہ کے وقت بعد عزت وشان داخل مکہ ہوئے۔ اور آپ ہی کے ہاتھ میں وہ آتشی شریعت قرآن تھی۔ جو تمام گندگیوں کو جلا دیتی۔ اور انسانی روح کو پاک اور مصفا بنا دیتی ہے۔ پس آپ ہی حضرت موسیٰ کی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں اور یہ ایک ایسی کھلی صداقت ہے [illegible]

مذاہب غیر

مالابار کے ہندو

ہندو مذہب میں بے شمار فرقے ہیں۔ اور ہر فرقہ بجائے خود ایک جداگانہ مذہب کی حیثیت رکھتا ہے۔ ناظرین کرام کی معلومات میں اضافہ اور ان میں اپنے تبلیغی کام کی وسعت کا احساس پیدا کرنے کے خیال سے آج ہم مالابار کے ہندوؤں کے متعلق بعض باتیں بیان کرتے ہیں۔؏

اس علاقہ میں ہندوؤں کی پانچ معروف جاتیاں ہیں جن کے نام نمبودری برہمن۔ پٹر برہمن۔ نائر۔ تیا یا ایڑوا اور پلیا ہیں۔ نمبودری برہمن کی تعداد اگرچہ اس علاقہ میں بہت کم ہے۔ لیکن سب سے زیادہ اہمیت ان کو اس علاقہ میں حاصل ہے۔ یہ لوگ سب سے زیادہ مالدار ہیں۔ اور زمینیں بھی عام طور پر انہی کے قبضہ میں ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ پرسرام جی نے انہیں یہاں لاکر آباد کیا تھا۔ اور یہ علاقہ انہیں عطا کیا تھا۔ جسے اب یہ لوگ "کربلا" کے نام سے موسوم کرتے ہیں

عجیب و غریب رسوم

ان لوگوں کے ہاں بہت عجیب و غریب رسوم پائی جاتی ہیں ان میں صرف خاندان کے سب سے بڑے لڑکے اور لڑکی کو اپنی برادری میں شادی کی اجازت ہے۔ باقی لڑکیوں کو تو عمر بھر کنواری رہنا پڑتا ہے۔ ہاں لڑکے نائر جاتی جسے ذلیل خیال کیا جاتا ہے۔ کی عورتوں سے ناجائز تعلق قائم کر لیتے ہیں۔ جسے ان کی اصطلاح میں "سمندھم" کہا جاتا ہے۔ یہ تعلق صرف حیوانی جذبات کی تسکین تک ہی محدود ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں مرد عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھا سکتا۔ اور نہ ہی اس سے پیدا شدہ اولاد کی کفایت و پرورش کا ذمہ وار ہوتا ہے۔ سب سے بڑی لڑکی کے سوا باقی لڑکیاں تمام عمر تجرد میں بسر کرنے پر مجبور کی جاتی ہیں۔ لیکن مرنے کے بعد لاش کی شادی کسی غریب برہمن کے ساتھ اسے کچھ روپیہ دے کر کرنے کی رسم کی خاص طور پر پابندی کی جاتی ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم ان کے ہاں سخت معیوب سمجھی جاتی ہے۔ بچپن کی شادی کا عام رواج ہے۔ اور خواہ چند ماہ کی لڑکی ہی بیوہ ہو جائے۔ اس کی دوبارہ شادی نہیں ہو سکتی۔ بوڑھے لوگوں کی شادی کا بھی عام رواج ہے۔ عورت کو یہ لوگ اپنے مذہبی احکام کی تعمیل میں شودروں کی ذیل میں شمار کرتے ہیں۔ اور انہیں نہایت نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ عورتوں کو پردہ میں بھی رکھنے کا رواج ہے۔ اور باپ کی تمام جائداد کا وارث سب سے بڑا بیٹا قرار پاتا ہے۔

اصلاحی مساعی

موجودہ تہذیب و تمدن کا اثر اور انوار اسلام کی ضیاء پاشیوں نے چونکہ تاریک سے تاریک کونوں میں بھی روشنی کی کرنیں پہونچا دی ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ اس قدر تاریک خیال اور پست ذہنیت کی قوم میں بھی بیداری کے آثار نظر آنے لگے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ سے نمبودری برہمن نوجوانوں نے ایک انجمن بنا رکھی ہے۔ جس کی غرض اپنی قوم سے ایسی ننگ انسانیت اور اخلاق سوز رسوم کا قلع قمع کرنا ہے۔ وہ اس کوشش میں ہیں کہ خاندان کے تمام لڑکے لڑکیوں کو باقاعدہ شادی کرنے کی آزادی عطا ہو جائے۔ اور نائر عورتوں سے "سمندھم" آئندہ بند کر دیا جائے۔ جائداد تمام بیٹیوں میں بھی مساوی تقسیم ہونی چاہیئے۔ اس غرض کے لئے انہوں نے بعض دیگر اقوام کے ہندو لیڈروں کی بھی ہمدردی حاصل کر لی ہے اور مدراس کونسل میں بہت جلد ایک بل اسی غرض سے پیش ہونے والا ہے۔ عام لوگوں کی طرف سے ان نوجوانوں کے راستہ میں روکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں۔ اور ان کی ہر تحریک کی مخالفت کی جاتی ہے تاہم امید ہے وہ آہستہ آہستہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کیونکہ تہذیب و تمدن کے زمانہ میں دقیانوسی خیالات پر دیر تک مصر رہنا فطرت انسانی کے خلاف ہے۔

پٹر برہمن

یہ لوگ بہت زیادہ تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہیں۔ اگرچہ بچپن کی شادی اور بیوگان کو اسی حالت میں بٹھائے رکھنے کی رسوم ان میں بھی بہت بری ہیں۔ لیکن عام طور پر نمبودری برہمنوں سے یہ لوگ بہت زیادہ روشن خیال ہیں۔ سرکاری عہدے زیادہ تر انہی کے ہاتھ میں ہیں۔ آریہ گزٹ ۶ فروری لکھتا ہے

"ان میں چھوت چھات کا خیال تک نہیں۔ کوئی بھی خرچ والا ہو۔ خواہ برہمن یا کوئی اور جاتی کا۔ دو یا تین پیتل کے چھوٹے چھوٹے گلاس اور ایک برتن تیار شدہ ٹی یا کافی کا سامنے ہوتا ہے اور ہندو مسلم عیسائی وغیرہ کو ایک ہی گلاس میں بغیر دھوئے کے ٹی یا کافی دیتا ہے۔ اور وہ برہمن جو ایک آدمی کے سایہ سے تو اشدھ ہو جاتا ہے۔ عیسائی اور مسلمان اور ہندو کے جھوٹے گلاس کو بغیر دھوئے کے دوسروں کو کافی دینے میں اشدھ نہیں ہوتا۔ سوائے نمبودری برہمنوں کے اور تمام جاتیوں کے لوگ سٹیشنوں اور ہوٹلوں میں اسی پرکار سے ٹی یا کافی وغیرہ پیتے ہیں"

یگیہ کا طریق

پٹر برہمن جنہیں تامل دیش کے برہمن بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اسی علاقہ سے آکر مالابار میں آباد ہوئے ہیں۔ ان میں ایک قسم کے یگیہ کا بھی رواج ہے۔ جو اس طرح کیا جاتا ہے۔ کہ ایک موٹی تازی بھیڑ کو لے کر اس کا گلا گھونٹ کر مار دیا جاتا ہے۔ پھر اس کی چربی نکال کر "یگیہ کنڈ" پر اسے گرم کیا جاتا ہے پھر یگیہ کرنے والا برہمن اسے کھا جاتا ہے۔ اگرچہ دیگر اقوام سے تعلق رکھنے والے ہندو اس یگیہ کو پسند نہیں کرتے۔ لیکن تامل برہمن ان کے پروٹسٹ کے باوجود بعض اوقات اسے کر لیتے ہیں۔

نو تعمیر مکان کا افتتاح

مالابار کے ہندوؤں کی ایک اور رسم کا ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ جب کوئی شخص نیا مکان تعمیر کراتا ہے۔ تو اس کے افتتاح کی تقریب اس طرح ادا کی جاتی ہے کہ آدھی رات کے وقت ایک بڑی آگ روشن کر کے خوب شور مچاتے اور دروازوں کو زور زور سے کھٹکھٹاتے ہیں۔ جس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مکان کی چھت میں دروازوں میں یا لکڑی کے تعمیر کردہ کسی اور حصہ میں اگر کوئی جن بھوت وغیرہ رہتا ہو۔ تو وہ بھاگ جائے اور مکان انسانی رہائش کے قابل ہو جائے۔ بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ مرغ کو ذبح کر کے اس کا خون نو تعمیر مکان کی دیواروں۔ چھتوں اور دروازوں وغیرہ پر چھڑکتے ہیں

نائر جاتی

اس قوم کی مختلف نوے جاتیاں ہیں۔ اور باہم اس قدر اختلاف ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ کھان پان اور رشتہ داری وغیرہ نہیں کرتے۔ ان کے ہاں شادی کے لئے صرف یہ کافی ہے کہ دولہا چند رشتہ داروں کو لے کر دلہن کے گھر جاتا ہے۔ اور دونوں ایک دوسرے کے گلوں میں پھولوں کے ہار ڈال دیتے ہیں۔ وبس لیکن قریباً تین چار سال ہوئے مدراس کونسل نے ایک بل پاس کر کے نائروں کو اپنی شادی باقاعدہ درج رجسٹر کرانے کا حکم دیا ہے لیکن اس کی تعمیل بہت کم کی جاتی ہے عام طور پر "سمندھم" کر لیا جاتا ہے اس قوم کے رواج کے مطابق باپ اولاد کی پرورش کا ذمہ دار نہیں۔ بلکہ یہ ماں کا فرض ہے کہ جس طرح بھی ہو۔ اولاد کو پالے پوسے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے۔ کہ ان میں وراثت لڑکے کو نہیں بلکہ لڑکی کو ملتی ہے۔ اس قوم کا ایک حصہ تو اپنے آپ کو شودروں میں شمار کرتا ہے۔ اور دوسرا کشتریوں میں

رپورٹ مجلس مشاورت کی قیمت

نمائندگان مجلس مشاورت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حسب دستور سابق امسال بھی مجلس شوریٰ کے موقعہ پر ہر جماعت سے رپورٹ مجلس مشاورت کی قیمت پیشگی مبلغ ایک روپیہ وصول کی جائیگی۔ پرائیویٹ سیکرٹری

فضیلت اسلام

خدا کی محبت انسان سے

از روئے انجیل و قرآن مجید

(۱)

مندرجہ بالا عنوان پر مکرم مولوی اللہ دتا صاحب کا یہ دلچسپ اور فاضلانہ مضمون جو چند قسطوں میں شائع کیا جائے گا۔ امید ہے۔ ناظرین بہت مسرت سے مطالعہ فرمائیں گے۔ (ایڈیٹر)

پادریوں کی طرف سے عوام الناس کے سامنے عیسائیت کی سب سے بڑی خوبی یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ عیسائی مذہب نے خدا کو محبت کی صورت میں پیش کیا ہے۔ اور انجیل میں خدا نے اپنی محبت کا ذکر اس طور سے کیا ہے۔ کہ اور کسی الہامی کتاب میں اسکا عشر عشیر بھی نہیں۔ بالخصوص قرآن مجید میں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس باب میں قرآن مجید اور انجیل مقدس کا موازنہ کریں۔ تا معلوم ہو سکے۔ کہ خدا کی محبت بنی نوع انسان سے از روئے انجیل و قرآن کس قدر ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے۔ کہ خداوند تعالٰے کی لازوال محبت اور اس کا حقیقی تصور ہی جو فطرت انسانی کی گہرائیوں سے وابستہ ہے۔ کسی کتاب کے کامل و جامع ہونے کا ثبوت ہے۔ تو وہ کونسی کتاب ہے؟ یہ ذکر کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔ کہ خاص اسی مضمون کی خاطر ہر دو الہامی کتب پر مخلصانہ تدبر کر کے مندرجہ ذیل سطور سپرد قلم کی جا رہی ہیں۔

محبت کیا ہے؟

محبت کی تعریف میں ہم فلسفیانہ نقطۂ نظر یا شاعرانہ تخیل سے پہلو تہی کرتے ہوئے صرف اس قدر کہہ دینا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ محبت اس تعلق، ربط اور رشتہ کا نام ہے۔ جس کو فنا نہیں۔ اور جس کی کوئی حد نہیں۔ دو ہستیاں جنہیں اس سلک میں پرو دیا گیا ہو۔ وہ دو نہیں رہتیں۔ بلکہ جلد یا بدیر ایک ہی رنگ میں رنگین ہو جاتی ہیں اور ناقص کامل کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ محبت ایک جذبہ ہے جو دل کی گہرائیوں سے پیدا ہوتا۔ اور انسانی روح اور جسم پر محیط ہو جاتا ہے ہر رگ و ریشہ میں سرایت کر جاتا ہے۔ اور انسان کی کایا پلٹ دیتا ہے۔

خدائی صفات بلحاظ نتیجہ

خدا ایک لطیف اور وراء الوریٰ ہستی ہے۔ اس کی صفات انسانی صفات کی طرح نہیں، بلکہ جیسا کہ اسلام اور عیسائیت کا متفق علیہا عقیدہ ہے۔ اس کی صفات اور افعال بلحاظ نتائج ہوتے ہیں۔ مثلاً خدا سنتا ہے لیکن اس کے سننے کی وہ کیفیت نہیں۔ جو انسانی سمع کی ہے۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ سمع کا جو نتیجہ انسان میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ نوعیت میں ذات باری میں موجود ہے۔ پس ہم جب کہتے ہیں۔ کہ خدا محبت کرتا ہے۔ تو اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہوتی۔ کہ خدا تعالےٰ کی ہستی میں بھی وہی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو انسانی قلب پر وارد ہوا کرتی ہے۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان جذبۂ محبت کے نتیجہ میں محبوب کے لئے جو کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ بندوں کے لئے کرتا ہے۔

محبت الٰہی کا اندازہ

انسان اور اس کے خالق میں جو تعلق ہے۔ اسے انسانی زبان میں تعبیر کرنا ناممکن ہے۔ کتب لغت میں اس کے لئے کوئی لفظ نہیں کیونکہ وہ ایک لامحدود اور بے پایاں کیفیت ہے۔ تاہم اسے ہم رشتہ "عبودیت" یا "ملوکیت" اسے نامزد کر سکتے ہیں۔ خدا تعالےٰ معبود ہے۔ اور انسان اس کا عابد۔ وہ مالک ہے۔ اور انسان اس کی مملوک۔ اس لاہوتی رابطہ پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ بندہ کے ساتھ خدا تعالےٰ کو جو محبت ہے۔ اس کے لئے انسانی محبت کو خواہ وہ ماں یا باپ کی محبت ہی کیوں نہ ہو۔ بطور مثال پیش کرنا درحقیقت الٰہی محبت کی ہتک ہے۔ ایک قطرہ کو سمندر سے ایک ذرہ کو ریگستان سے اور کرم شب تاب کو آفتاب عالم تاب سے کچھ نسبت ہو سکتی ہے۔ مگر سچ یہ ہے۔ کہ انسانی محبت کو خدائی محبت سے یہ نسبت بھی نہیں۔

خدا کو ماں یا باپ کہنا

ویدوں میں ایشور کا نام "ماتا" (ماں) ہے سوامی دیانند جی لکھتے ہیں "جس طرح از حد مہربانی اور محبت کرنے والی ماں اپنے بچوں کا سکھ اور بہتری چاہتی ہے۔ اسی طرح پرمیشور بھی تمام روحوں کی بہتری چاہتا ہے۔ اس لئے اس کا نام ماتا ہے۔" (ستیارتھ پرکاش باب اول)

بائیبل بالخصوص انجیلی بیانات میں خدا تعالےٰ کو باپ کہا گیا ہے۔ اور خدا کی محبت کے اظہار کے لئے رشتہ ابوت کو مثال قرار دیا گیا ہے۔ الٰہیات پر غور کرنے کے بعد زیادہ سے زیادہ ہم یہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ نسل انسانی کے ارتقاء کے ابتدائی دور میں خدا تعالےٰ کی لاانتہا محبت کو سمجھانے کے لئے یہ استعارے اختیار کئے گئے۔ ورنہ حقیقت یہ نہیں۔ اور آج وہ الفاظ باعث فخر نہیں رہے۔ اور نہ ہی یہ ضروری ہے۔ کہ ارتقائی کمال کے وقت نازل ہونے والا کلام شان قدوسیت سے تنزل اختیار کر کے ان محاورات کو استعمال کرے۔ کیونکہ اب انسان کو جمادات یا حیوانات کے رنگ میں مخاطب نہ کیا جائیگا۔ بلکہ اسے انسانیت کے بلند ترین مقام پر مکالمہ الٰہی سے سرفراز کیا جائے گا۔ میرے نزدیک ویدک رشیوں اور بائیبل کے الفاظ ماں اور باپ میں اختلاف کی ایک وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ بچہ فطرتاً پہلے ماں کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور کچھ شعور کے بعد اسے اپنے رنگ میں باپ کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح ابتداء آفرینش کے عارفان ربانی نے خدا کی محبت کو ماں سے تعبیر کیا۔ مگر ابتدائی حالت سے نکلنے کے بعد انبیاء بنی اسرائیل نے اسے باپ کہنا شروع کر دیا۔ حضرت مسیحؑ تو چونکہ بن باپ بھی تھے۔ اس لئے انہیں طبعاً جذبہ فطرت کے ماتحت خدا کو ہی بار بار باپ کہنا پڑا ہی ہے۔ کہ اناجیل میں یہ محاورہ بکرات و مرات مذکور ہے بہرحال یہ سب الفاظ حقیقت منتظرہ کے لئے لباس مجاز تھے اور جب وہ وقت آگیا کہ خدائے قدوس اپنی پوری تجلی سے ظہور فرما ہو۔ تو عاشق اعظم (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اسے ماں یا باپ نہیں۔ اَب یا اُم نہیں۔ بلکہ رب قرار دیا۔ جو اس کا اصل مقام ہے چنانچہ قرآن مجید اور کتب سابقہ میں اسی نظریہ کی وجہ سے ناموں کے لحاظ سے فرق نظر آتا ہے۔

آسمانی کتب اور نبیوں کا مقصد

ہر شخص جو مذہب کی حقیقت کو سمجھتا ہے۔ جانتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنا کلام اور اپنے رسولوں کو کس غرض سے بھیجتا ہے۔ وہ کتابیں ایران میں اتری ہوں۔ یا شام میں۔ ہندوستان میں نازل ہوئی ہوں یا عرب میں۔ یا ایسا ہی خدا کے پیغمبر کسی خطہ دنیا میں ظاہر ہوئے ہوں۔ ان سب سے مقصود یہی رہا ہے۔ کہ انسان۔ اس غافل انسان کو آستانہ ایزدی پر جھکایا جائے۔ اور رشتہ عبودیت کو از سر نو تازہ کیا جائے تاریکیوں ظلمتوں گناہوں۔ اور جہالتوں میں مبتلا انسان کو نورانی اور پاکیزہ بنایا جائے۔ اس کو نفس امارہ کے ورطہ سے نکال کر ساحل نجات پر پہنچایا جائے۔ اس کے قلب پر ایک زندہ یقین محیط ہو کر اسے بدی سے بیزار اور نیکی کا دلدادہ بنا دے۔

مقصد کے حصول کا طریق

ظاہر ہے۔ کہ انسان مختلف جذبات کا مجموعہ ہے۔ اور پھر انسانوں میں بھی طبائع و تاثرات کا فرق ہے۔ اس لئے مقصد بالا کو حاصل کرنے کے لئے بالخصوص جبکہ انسان بحر عصیاں میں غرقاب ہو۔ اور پھر اس پر فخر بھی کرتا ہو۔ محض محبت کی اپیل کافی نہیں ہو سکتی۔ بلاشبہ یہ سچ ہے کہ محبت کا جذبہ بہت موثر ہوتا ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہر جگہ یہ کام نہیں دے سکتا۔ بلکہ بعض حالات اور بعض مقامات میں اسے نظر انداز کر کے جذبہ غضب ہی موجب اصلاح ہوتا ہے۔ پس ضروری تھا۔ کہ خداوند تعالےٰ انسان کی بہبودی کے لئے اگر ایک طرف اپنی بے پایاں محبت کا ذکر کرے۔ تا انسانی جذبات امید سے بھر جائے۔ تو دوسری طرف اپنے غضب کا بھی ذکر فرمائے۔ تا سرکش اور متمرد انسان ہیبت سے اس کی طرف رجوع لائیں۔ اور انسانی پیدائش کا مقصد اعظم پورا ہو۔ اسلام نے ان دونوں پہلوؤں کو پیش کیا ہے یعنی جہاں خدا تعالیٰ کے رحم، فضل، شفقت، عفو اور بندہ نوازی پر زور دیکر عبد کو اپنے معبود کی طرف متوجہ کیا ہے وہاں اس کے غضب اور اس کی بطش شدید سے بھی ڈرایا ہے۔ تاکہ نہ تو گنہگار بندہ عفو اور رحم سے ناامید ہو کر اپنے گناہوں پر زیادہ دلیر ہو جائے۔ اور نہ عقوبت اور سزا سے بے فکر ہو کر گمراہیوں میں بڑھتا جائے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب نے صرف رحم پر زور دیا ہے۔ یا صرف غضب سے ڈرایا،

بلدیہ جھنگ کے اگزیکٹو افسر کا انتخاب

صدر بلدیہ کا افسوسناک رویہ

میونسپل کمیٹی جھنگ مگھیانہ میں اگزیکٹو آفیسر کی اسامی کی تعیناتی کے لئے ۱۷۴ اشخاص کی مختلف اضلاع سے درخواستیں تھیں۔ جس کے انتخاب کے لئے کمیٹی جھنگ مگھیانہ نے مختلف تواریخ پر انتخاب کو ملتوی کیا۔ جس کی کافی وجوہات مسلم عناصر کے نقصان پہنچانے کی تھیں۔ آخری تاریخ انتخاب یکم مارچ ۱۹۳۲ء مقرر ہوئی۔ جس پر کل بیس ممبران کمیٹی میں سے اٹھارہ تھے۔ یعنی نو (۹) مسلم۔ آٹھ ہندو۔ و ایک نامزد ممبر حاضر تھے۔

ہر ایک ممبر کو ہر ایک امیدوار کے لئے رائے دینے کا حق حاصل تھا۔ ایک امیدوار شیخ اشتیاق علی صاحب جو سب امیدواروں سے زیادہ قابلیت رکھتے ہیں۔ ان کو سب سے زیادہ ووٹ ملے۔ جب شیخ صاحب مذکور کی درخواست پیش ہوئی۔ تو اکثر ممبروں نے اس کے حق میں ہاتھ میں اٹھائے۔ اور لالہ دینا ناتھ صاحب وکیل نے کھڑے ہو کر ووٹوں کو شمار کیا۔ اور کہا میں بھی اسی امیدوار کے لئے ووٹ دیتا ہوں یہ کہنے پر اپنا ہاتھ کھڑا کر دیا۔ شمار کرنے پر ووٹ ۱۳ پائے گئے۔ چونکہ اس تعداد کے حساب سے ⅝ حصہ ووٹ پورے ہو چکے تھے جو کہ امیدوار کی کامیابی کے لئے ضروری تھے۔ اس پر غیر مسلم عنصر ششدر رہ گیا اور لالہ دینا ناتھ صاحب وکیل نے بھی اپنے ہندو ممبران کے تیور بدلے دیکھ کر جھٹ پانسہ بدلا اور کہا کہ میں اپنا ووٹ اب واپس لیتا ہوں۔ اس پر جملہ ممبران مسلم و غیر مسلم کی طرف سے پر زور احتجاج ہوا۔ کہ جب ووٹ پورے ہو چکے ہیں۔ تو بلا تاخیر امیدوار مذکور کی کامیابی کا اعلان کیا جائے۔ ٭

مگر پریزیڈنٹ صاحب نے تیرہ کی بجائے صرف بارہ ووٹ شمار کئے۔ اور لالہ دینا ناتھ صاحب وکیل کا ووٹ اوور رول کر دیا گیا۔ حالانکہ امیدوار مذکور نے ۹ مسلمانوں ایک نامزد ممبر اور تین غیر مسلموں کے ووٹ حاصل کئے تھے۔ و اندریں صورت گویا وہ مسلم و غیر مسلم ہر دو پارٹیوں کی طرف سے منتخب ہو چکا تھا۔ مگر چونکہ کمیٹی ہذا کے پریزیڈنٹ لالہ گوبند رام صاحب وکیل ہمیشہ سے مسلمانوں کے لئے خاص مہربان واقعہ ہوئے ہیں۔ اس لئے اس موقعہ پر بھی انہوں نے اس کا ثبوت دیا۔ اور اس خیال سے کہ کمیٹی کا اگزیکٹو آفیسر ایک مسلمان مقرر ہو رہا ہے۔ حاصل شدہ ووٹوں میں کمی کر دی اور اگزیکٹو آفیسر کی نامزدگی کا معاملہ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ کے ہاں بھیجدیا۔ اب علی الاعلان کہا جاتا ہے کہ لالہ راجا رام صاحب وکیل کا صاحبزادہ دفتری عملہ میں رسوخ حاصل ہونے کی وجہ سے کامیاب ہو گا۔ ہندو عناصر کو دفتری رسوخ پر اتنا بھروسہ ہے کہ وہ اپنی اس ناجائز طور کی کامیابی کے حصول کا اعلان کرتے ہوئے بھی نہیں جھجکتے۔ ٭ (نامہ نگار)

180

مسلمانانِ جھنگ کی اہم قرار داد

۴ مارچ ۱۹۳۲ء مسلمانان جھنگ مگھیانہ کا جلسہ زیر اہتمام انجمن اتحاد المسلمین جھنگ مگھیانہ منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوئے۔

۱۔ یہ خیالات کے مسلمانوں کا یہ جلسہ متفقہ طور پر قرار دیتا ہے کہ ہندو صاحبان کا وہ پروپیگنڈا جو وہ بذریعہ پریس یا اسٹیج مسلمان افسران مقامی کے خلاف کر رہے ہیں خلاف واقع اور محض تعصب قومی کی وجہ سے ہے۔ اور مسلمانوں کا یہ جلسہ ایسی ذہنیت اور اس طریق عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

۲۔ اس ضلع میں پچاسی فیصدی مسلمانوں کی آبادی ہے۔ اور کانگرس کے زہریلے اثر سے تمام کی تمام مسلم آبادی بغیر کسی استثنے کے پاک ہے۔ کانگرس کی تحریک خالصتہً ہندو تحریک ہے۔ اور ضلع ہذا میں ہندو و مسلمان کے درمیان یہ تحریک ایک مابہ الامتیاز بن گئی ہے۔ اس تحریک کی خلاف ورزی قوانین اور خلاف قانون زیادتیوں کے روکنے کے واسطے گورنمنٹ کو مسلمان عنصر کو استعمال کرنا پڑا ہے۔ مگر تعجب ہے۔ کہ افسران مقامی۔ مجسٹریٹی۔ ججی۔ نہر۔ پولیس۔ ہسپتال۔ جیل۔ اور محکمہ تعمیرات میں سب کے سب ہندو افسران تعینات ہیں۔ ان حالات میں مسلمانوں کے جائز حقوق کی جس قدر حفاظت ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے اس لئے گورنمنٹ کی خدمت میں ادب سے التجا کی جاتی ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی اس جائز شکایت کی طرف توجہ کرے۔

۳۔ میونسپل کمیٹی جھنگ مگھیانہ میں اگزیکٹو افسر کی تقرری کے واسطے یکم مارچ کو خاص اجلاس میں پریزیڈنٹ صاحب کا یہ فیصلہ کہ شیخ اشتیاق علی صاحب امیدوار کے حق میں بجائے تیرہ کے بارہ ووٹ قرار دئے جائیں۔ صحیح نہیں۔ پریزیڈنٹ صاحب کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ واقعی لالہ دینا ناتھ نے ووٹ دیا تھا۔ جو کہ تیرواں ووٹ تھا۔ ان حالات میں شیخ اشتیاق علی صاحب کو کامیاب قرار دینا چاہیئے تھا۔ یہ جلسہ لوکل سیلف گورنمنٹ کی خدمت میں التجا کرتا ہے کہ ازراہ انصاف شیخ اشتیاق علی صاحب کو اگزیکٹو افسر مقرر کیا جائے۔

یہ نقول ریزولیوشن مندرجہ بالا بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جھنگ صاحب کمشنر بہادر ملتان ڈویژن۔ گورنمنٹ پنجاب لوکل سیلف گورنمنٹ محکمہ اطلاعات (انفرمیشن) میں بھیجی جائیں۔ نیز اخبارات میں شائع کر دی جائیں۔ سکرٹری انجمن اتحاد المسلمین جھنگ

ریاستِ جموں میں کیا ہو رہا ہے

ایڈیشنل پولیس جموں و کشمیر کے لئے مسلمان فوجی پنشنروں کی ضرورت

بعض انتظامی مقاصد کی غرض سے حکومت کشمیر کے ارباب بست و کشاد نے ایڈیشنل پولیس کی بھرتی لازم قرار دی ہے۔ اور اس وقت تک ایک بڑی تعداد میں غیر مسلم فوجی پنشنر بھرتی کئے گئے ہیں۔ چونکہ آبادی کے تناسب سے مسلم عنصر کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا ان ریاستی مسلمان فوجی پنشنروں کو اطلاع دی جاتی ہے جو ایڈیشنل پولیس میں بھرتی ہونا چاہتے ہوں۔ کہ وہ بہت جلد جموں حاضر ہوں۔ ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں کے ارکان ان کی بھرتی کا فوری بندوبست کریں گے

سکرٹری ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں

لبھو رام سارجنٹ ضمانت پر رہا کر دیا گیا

لبھو رام سارجنٹ پولیس کو ضلع میرپور میں مسلمان عورتوں کی بےحرمتی اور مسلمانوں پر بیجا تشدد کے جرم میں مسٹر لاٹھر انسپکٹر جنرل پولیس نے گرفتار کر کے عدالت میرپور سے ۲½ سال قید سخت کی سزا دلوائی گئی مگر یکم مارچ کو اس کی اپیل پنڈت ٹھاکر داس (جس کو چند یوم سے چیف جج بنا دیا گیا ہے) کی عدالت میں دائر کی گئی۔ جج مذکور نے ابتدائی مسل ملاحظہ کئے بغیر ملزم کی پانسو روپے کی ضمانت کا حکم صادر کر دیا۔ چنانچہ قبل اس کے کہ ملزم سنٹرل جیل میں داخل کیا جائے۔ جیل سے باہر ہی اس کی ضمانت کے تمام انتظامات مکمل ہو گئے۔ اور میرپور سے کل جموں پہنچتے ہی بخیر و خوبی رہا کر دیا گیا۔ یہ ہے جموں کی عدالتوں کا انصاف اور یہ ہے ایک سنگین جرم کرنے والے ہندو ملزم کی حالت۔ خواہ ملزم کو ماخوذ کرنے والا مسٹر لاٹھر جیسا قابل انگریز ہی کیوں نہ ہو۔

مڈلٹن کمیشن میں شہادت دینے والے مسلم ملازمین کی ترقی

ہمیں ان مسلم ملازمین پولیس کی زبانی جنہوں نے مڈلٹن کمیشن میں جموں کے ہندوؤں کے خلاف بیانات دیتے ہوئے اپنی حق گوئی کا ثبوت دیا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ متذکرہ صدر جرم کی بنا پر ان کی تبدیلیاں

نارتھ ویسٹرن ریلوے

لاہور و سرگودہا نیز پشاور اور بمبئی سنٹرل کے درمیان تھرڈ سروس کے متعلق نوٹس

گر برقت منظوری حاصل ہوگئی۔ تو مینیوٹ اور خوشاب ریلوے کا مینیوٹ چھینی کھیپی سیکشن (جس میں جناب کا پل بھی شامل ہے) ۱۲ مارچ ۳۲ء سے پبلک ٹریفک کے لئے کھل جائیگا۔ اور اسی تاریخ سے نمبر ۴۳۵-۴۵۷ اور ۴۵۴-۴۵۸ پسنجر ٹرینیں لائل پور اور خوشاب کے درمیان انہی اوقات پر چلنی شروع ہو جائینگی۔ جو یکم مارچ ۱۹۳۲ء سے نافذ العمل ٹائم اینڈ فیئر ٹیبل کے صفحہ ۵۰ پر درج ہیں۔ اسی تاریخ سے ایک تھرو بوگی فرسٹ و سیکنڈ و انٹر کلاس ڈبوں پر مشتمل لاہور اور خوشاب کے درمیان براستہ لائلپور چلنا شروع ہو جائیگی۔ جو لاہور سے ۲۳ بجکر ۱۵ منٹ پر چلکر اگلے روز ۱۱/۴۸ پر خوشاب پہنچ جایا کرے گی۔ اور خوشاب سے ۱۵/۲۵ سے چل کر اگلے روز ۹/۵۰ پر لاہور پہنچا کریگی۔ یہ سروس لاہور سرگودہا سروس براستہ لالہ موسیٰ کی نمبر ۱۳۳ اپ ۱۸۰ ڈاؤن اور ۷ اپ ۳۴ ڈاؤن کی جگہ چلا کریگی جو اس تاریخ سے بند ہو جائیگی۔

۱۵ مارچ ۱۹۳۲ء سے پشاور چھاؤنی بمبئی سنٹرل سروس کی ۵۸ ڈاؤن ۵۷ اپ ایکسپرس گاڑیوں کے ساتھ دو تھرڈ کلاس بوگیوں اور ایک بریک لگیج اینڈ تھرڈ۔ نیز بی۔ بی۔ اینڈ سی۔ آئی ریلوے پر ۲۰ اپ اور ۱۹ ڈاؤن کا چلنا بند ہو جائیگا۔

این ڈبلیو۔ آر۔ ہیڈ کوارٹرس
آفس لاہور ۴ مارچ ۱۹۳۲ء } چیف اپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

وصیتیں

نمبر ۳۳۷۸۔ میں علی محمد ولد عالم قوم جٹ سندھو۔ تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء گولیکی ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۸/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں مد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کر دہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی تعدادی ۱/۲ ۱۱ کنال واقعہ رقبہ گولیکی ملکیت قسم چاہی و بارانی قیمتی مبلغ ۲۹۴ روپیہ زر رہن اراضی تعدادی ۱۴ کنال ۱۵ مرلہ بعوض مبلغ ۴۲۱ روپیہ ہے۔ تحریر بتاریخ ۲۸/۲

العبد۔ علی محمد مذکور۔ گواہ شد۔ محمد نور سکرٹری تعلیم گولیکی
گواہ شد۔ بشیر احمد احمدی گولیکی؛ گواہ شد۔ امام الدین امیر جماعت جبو کی سدو کی۔

نمبر ۳۴۷۵۔ میں مسماۃ امۃ الحفیظ زوجہ ڈاکٹر مرزا عبد القیوم قوم راجپوت عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی ساکن ترگڑی۔ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۴/۶/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری جائداد اس وقت پانچ صد روپیہ کا زیور ہے۔ اور پانچ صد روپیہ کا حق مہر ہے۔ میں اس کے آٹھویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت اگر کوئی جائداد میری ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

اگر میں کوئی رقم مد وصیت اپنی زندگی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کر دوں۔ تو اتنی رقم بطور ادائیگی منہا کر دی جائیگی۔

العبد۔ امۃ الحفیظ موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ مرزا عبد القیوم خاوند موصیہ مذکور سب اسسٹنٹ سرجن ہالٹن ٹریننگ سکول لاہور چھاؤنی
گواہ شد۔ مرزا محمد حسین احمدی سکرٹری وصایا جماعت احمدیہ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ ۱۶/۲/۳۱

نمبر ۳۴۴۳۔ میں مستری سلطان بخش ولد مستری اللہ بخش قوم لوہار پیشہ لوہاری ساکن موضع کلر کہار تحصیل چکوال۔ ضلع جہلم۔ عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت ماہوار آمدنی کوئی نہیں۔ کیونکہ میرا انحصار اپنے والدین پر ہے۔ جو بقید حیات ہیں۔ میری جائداد صرف ۵ کنال زمین ہے جو کہ باغ میں ہے۔ اور جس کی قیمت اس وقت تین صد نوے روپیہ ہے۔ اور ایک مکان سکونتی واقعہ قصبہ کلر کہار مکان ابھی تک والد صاحب کی تحویل میں ہے۔ ان کی وفات پر میرے قبضہ میں آئیگا۔ اور برائے میرے مکان کا اور کوئی مالک یا حصہ دار نہ ہوگا۔ کیونکہ میں اپنے والد صاحب کا واحد بیٹا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری زمین اور مکان مذکورہ بالا اور اس کے علاوہ بھی اگر کوئی میری جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز وصیت کرتا ہوں۔ کہ جس دن سے میری آمدنی اپنی شروع ہوئی اس کا بھی دسواں حصہ ماہوار ادا کرتا ہوں گا۔

العبد۔ مستری سلطان بخش سکنہ کلر کہار تحصیل چکوال۔ ضلع جہلم بقلم خود ۲/۵/۳۱ گواہ شد۔ خواجہ محمد شریف احمدی ولد خواجہ محمد دین احمدی چکوال ۲/۵/۳۱ بدستخط انگریزی گواہ شد۔ محمد عبد اللہ مدرس چکوال۔ بدستخط انگریزی ۲/۵/۳۱

نمبر ۳۴۹۰۔ میں نظام الدین ولد اللہ داد قوم باشندہ ساکن چک ۳۵ جنوبی ڈاکخانہ چک ۳۴ جنوبی سرگودہا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲/۷/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری موجودہ جائیداد ایک کنال زمین سکنی قیمتی ۳۰۰ روپیہ متصل سٹیشن قادیان میں ہے۔ اور ایک راس گاؤ میس لو کی قیمتی مبلغ ۶۰ روپیہ ہے۔ اور میری ماہوار آمدنی دس روپیہ ہے۔ اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور بوقت وفات جسقدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہٰذا بطور تمسک وصیت لکھ دیتا ہوں

فقط۔ العبد۔ مولوی نظام الدین مذکور نشان انگوٹھا۔
گواہ شد۔ حکیم میر احمد قریشی
گواہ شد۔ مولا بخش نمبردار سکرٹری انجمن احمدیہ چک ۳۵ ڈاکخانہ چک ۳۴ سرگودہا

وصیتیں

نمبر ۳۵۱۸:- میں مساۃ کندان عزیز احمدی زوجہ میر محمد احمدی قوم بلوچ نکانی عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۳۰ء ساکن بکول کلاں ڈاکخانہ تونسہ شریف تحصیل سنگھڑ ڈیرہ غازیخاں بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۹/۱/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے

زیورات نقرئی وزنی تخمینًا ساڑھے ستارہ تولہ ۱۷½ تولہ پارچات سادہ قیمتی ۶۰ روپیہ وصیت کے اعلان کے بعد نمبر وصیت دریافت کر کے انشاء اللہ پونے دو تولہ کا زیور طلائی اور مبلغ چھ روپے نقد قیمت پارچات صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کر دوں گی۔ اور رسید حاصل کر دوں گی۔ میری عملی حالت کمزور ہے۔ محض اللہ تعالےٰ کے رحم اور فضل پر بھروسہ کر کے وصیت کرتی ہوں۔ جملہ بزرگان سلسلہ سے استدعا ہے۔ کہ اس عاجزہ کے حق میں دعا فرماویں۔ آمین ثم آمین

العبد:- مساۃ کندان عزیز موصیہ احمدی دختر شیر محمد خان احمدی نمبردار بستی بزدار بقلم خود۔ گواہ شد:- شیر محمد والد موصیہ۔ گواہ شد۔ فضل علی احمدی ولد شیر محمد خاں سکنہ بستی بزدار تحصیل سنگھڑ برادر خود گواہ شد:- جان محمد ولد شیر محمد خاں بلوچ تحصیل سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازیخاں گواہ شد:- میر محمد احمدی ولد سردار خاں بلوچ نکانی سکنہ بکول کلاں تحصیل سنگھڑ خاوند موصیہ

نمبر ۳۵۳۴:- میں عبد الحق ولد مولوی محمد اعظم قوم جٹ عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۰ء ساکن چک ۹۲/۱۷۹ ڈاکخانہ جڑانوالہ ضلع لائل پور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۹/۲/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میرے پاس ایک مکان مشترکہ برادر حقیقی غلام محمد پنشنر قیمتی دو صد روپیہ ہے جس کا نصف حصہ میری ملکیت ہے۔ اس کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں میرے پاس کوئی جائداد نہیں ہے۔ میری وفات پر اگر کوئی جائداد صدر انجمن احمدیہ کو معلوم ہو۔ تو اس کے ⅒ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان لینے کی مستحق ہے۔ نیز میں مقرر کرتا ہوں۔ کہ بفضل تعالیٰ آٹھ آنہ ماہوار چندہ وصیت بھی تا زیست ادا کرتا رہوں گا۔ العبد:- عبد الحق بقلم خود وصیت کنندہ۔ گواہ شد:- شیر محمد سکرٹری دعوۃ وتبلیغ۔ گواہ شد۔ محمد شفیع وٹرنری اسسٹنٹ جڑانوالہ سکرٹری وصایا

نمبر ۳۴۷۳:- میں صلاح الدین ولد شیخ قطب الدین احمد قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کالکا ضلع انبالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۶/۱/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

فی الحال میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ اپنی تنخواہ پر ہے۔ جو ۔۔۔ روپیہ ماہوار ہے۔ اور میں اپنی تمام زندگی میں اس کا ⅒ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ میری وفات کے بعد جو بھی میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہوگی۔ اس کی بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- صلاح الدین احمدی اے دفتر ڈی جی آئی۔ ایم ایس شملہ گواہ شد:- شیخ احمد احمدی کلرک ایجوکیشن ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ شملہ۔ گواہ شد۔ محمد شریف بی اے محکمہ تعلیم گورنمنٹ آف انڈیا شملہ

نمبر ۳۴۰۵:- میں مساۃ امۃ الحفیظ بیگم زوجہ ڈاکٹر گوہر دین صاحب قریشی عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲/۱۱/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ⅓ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی جائداد کی قیمت یا ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری اس وقت جائداد بصورت زیور ہے۔ جس کی مالیت تقریبًا چار سو روپیہ ہے۔ اور میں اپنے مہر کا ایک ہزار روپیہ اپنے خاوند سے وصول کر کے خرچ کر چکی ہوں۔ العبد:- امۃ الحفیظ بیگم

گواہ شد:- عبد السلام عمر بن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ گواہ شد:- عبد المنان بن حضرت خلیفۃ المسیح اول رض

نمبر ۳۵۲۴:- میں مساۃ فہمیدہ بیگم زوجہ ماسٹر حبیب الرحمٰن قوم ککے زئی عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن فیض اللہ چک حال وارد جام پور ضلع ڈیرہ غازیخاں بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۸/۱/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ⅑ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میری وفات کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو جاوے۔ تو اس کے بھی ⅑ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں کوئی رقم اپنی زندگی میں داخل خزانہ انجمن کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم مندرجہ بالا حصہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی ونقرئی قیمت اندازًا ۶۵۰/- اور حق مہر ۲۰۰/- کل مبلغ ۸۵۰/- ہے

العبد:- فہمیدہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد۔ حبیب الرحمٰن خاوند موصیہ گورنمنٹ ہائی سکول جام پور ڈیرہ غازی خاں گواہ شد:- فضل الرحمٰن حکیم مبلغ افریقہ

نمبر ۲۵۶۷:- میں مساۃ سائرہ بیگم بنت مولوی عبد الماجد صاحب پروفیسر جوبلی کالج بھاگل پور۔ متوطن موضع پورینی ضلع بھاگلپور زوجہ حضرت مرزا محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی علیہ السلام بقائمی ہوش وحواس آج مورخہ ۲/۲۲/۲۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائداد جو کہ ایک ہزار روپیہ مہر اور زیورات جن کی اندازًا قیمت ایک ہزار روپیہ ہے۔ ان کے ⅓ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز اس کے علاوہ اگر کوئی جائداد میری وفات پر ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ⅓ حصہ کی انجمن مذکور مالک ہوگی۔ اگر میری کوئی غیر منقولہ جائداد ہو۔ تو میرے ورثاء کو حق ہوگا۔ کہ حصہ وصیت کی قیمت انجمن کو ادا کر دیں۔ مورخہ ۲۲ جنوری ۲۵ء

العبد:- سائرہ بیگم۔ گواہ شد:- حضرت مرزا محمود احمد صاحب گواہ شد:- حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— ۴ مارچ کو اسمبلی کے اجلاس میں سرہری سنگھ گوڑ نے دریافت کیا۔ کہ کیا حکومت اسمبلی کے سپیشل سیشن میں تحریک سول نافرمانی کے خلاف آرڈی نینسوں کو سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کریگی۔ ہوم ممبر نے جواباً کہا۔ کہ حکومت ابھی یہ فیصلہ نہیں کر سکی۔ کہ اس تحریک کے سد باب کے لئے کونسی تجاویز منظور کی جائینگی:۔

——— ۵ مارچ کو یورپین ایسوسی ایشن کے سالانہ ڈنر کے موقعہ پر گورنر پنجاب نے ایک تقریر کی۔ جس میں پنجاب کے متعلق کہا۔ حالات ایسے خراب ہو گئے ہیں۔ کہ پہلے کبھی نہیں ہوئے۔ اس کی بحالی کی ضرورت اس قدر شدت کے ساتھ اس سے قبل کبھی محسوس نہیں کی گئی۔ احرار اور ڈسکہ کی تحریکات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ یہ بعض ذاتی اغراض کے بندوں نے طلب زر کے لئے جاری کر رکھی ہیں جو لوگوں کو مبالغہ آمیزی اور فریب دہی کے ذریعہ گمراہ کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ کسی ہمدردی کی مستحق نہیں

——— ۵ مارچ کی شب سر چارلس واٹسن دہلی میں خطاب یافتگان کو وائسرائے کی طرف سے اسناد عطا کرتے ہوئے بیہوش ہو کر گر گئے۔ وہاں سے اٹھا کر انہیں لیجایا گیا۔

——— ۴ مارچ کی شب کو بٹالہ کی جامع مسجد میں ایک جلسہ کر کے اعلان کیا گیا۔ کہ مجلس احرار توڑ دی گئی ہے اچھا ہوا جلد ہوش آگیا۔

——— جموں سے ۶ مارچ کی خبر ہے کہ وائسرائے ہند ۲۷ مارچ کو وہاں پہنچیں گے۔ دہلی کی ایک تازہ اطلاع سے پایا جاتا ہے۔ کہ ریاست کے نظم و نسق میں اہم تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔ اور یو۔ پی کے ایک مسلمان آئی۔ سی۔ ایس وزارت میں شامل ہونے والے ہیں

——— بمبئی سے ۵ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی علاج اور بحالی صحت کیلئے واشنگٹن روانہ ہو گئے ہیں

——— مارسیلز سے ۵ مارچ کی خبر ہے کہ جمال بے ترکی سفیر متعینہ مارسیلز کو سفارت خانہ کے ایک ملازم نے گولی سے ہلاک کر دیا۔ اور بعد میں خودکشی کر لی۔ وجہ معلوم نہیں ہو سکی

——— رنگون سے ۵ مارچ کی خبر ہے کہ جاپان نے عارضی صلح کے لئے جو شرائط پیش کی تھیں۔ چین نے منظور کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ اس لئے جنگ دوبارہ پوری شدت کے ساتھ شروع ہو گئی ہے۔ اور تنگعائی کی حالت یاس انگیز ہے

——— لندن سے ۴ مارچ کی خبر ہے۔ کہ لیگ آف نیشنز کی اسمبلی نے جاپان اور چین کی حکومتوں کو جنگ بند کر دینے کا نوٹس دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس حکم کی خلاف ورزی ایک سنگین معاملہ سمجھا جائیگا

——— ۵ مارچ کو آل انڈیا مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ جس میں یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ کہ چونکہ حکومت نے کانفرنس کے مطالبات دہلی منظور نہیں کئے۔ اس لئے وقت آگیا ہے کہ گول میز اور اس کی ماتحت کمیٹیوں سے تعاون کے بارہ میں کانفرنس اپنے فیصلے پر دوبارہ غور کرے۔ اور اس کے متعلق اجلاس لاہور میں ایک ریزولیوشن پیش کر کے آخری فیصلہ کیا جائے۔ ایک اور ریزولیوشن میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ جنوبی افریقہ میں گورنر جنرل کا ایجنٹ کوئی مسلمان مقرر کیا جائے۔

——— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ احمد آباد کے حکم کے ماتحت پولیس نے ۴ جنوری کو گاندھی جی کے نوجیون پریس اور اس کی عمارت پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن ۵ مارچ کی اطلاع ہے کہ اب اسے مینیجر کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

——— لکھنؤ کی ایک خبر مظہر ہے کہ پرتاپ گڑھ کے رہنے والے چھ کانگرسی والنٹیر جو بصورت جلوس جا رہے تھے۔ جب گرفتار کئے گئے۔ تو انہوں نے دوسرے روز معافی مانگ لی۔ اور بیان دیا۔ کہ ہمیں ایک شخص دس روپیہ ماہوار اور روٹی کپڑا پر ملازم رکھ لایا تھا۔ لیکن ہمیں یہ علم نہ تھا۔ کہ ہمیں جیل میں بھجوایا جائیگا۔

——— سورت کی ایک اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ گاندھی جی کے مایۂ ناز سابرمتی آشرم کے تربیت یافتہ چند نوجوان مختلف علاقوں میں کانگرس کی پروپیگنڈا کرتے ہوئے جب گرفتار کئے گئے۔ تو انہوں نے تحریری معافی مانگتے ہوئے اقرار کیا۔ کہ آئندہ کانگرسی سرگرمیوں سے مجتنب رہیں گے۔

——— ہیلفورس میں چھ ہزار فسطیوں نے گورنر کی برطرفی اور اشتراکیوں کے ساتھ سخت سلوک کرنے کا مطالبہ کیا۔ اور طیش میں آکر دار الحکومت پر پیش قدمی کر دی۔ حکومت کی افواج نے مزاحمت کی۔ اور باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی جسے جلد ہی فرو کر دیا گیا۔

——— حکومت برطانیہ نے قومی قرضہ کی ادائیگی کے لئے پبلک سے امداد کے لئے اپیل کی تھی جس کے نتیجہ میں چھ ماہ کے اندر دس ہزار پونڈ موصول ہوا۔

——— مسلمانوں کے ساتھ اچھوتوں کے معاہدہ نے ہندوؤں کو آتش زیر پا کر رکھا ہے۔ اور وہ اچھوتوں کو اپنے فریب میں لانے کے لئے کئی قسم کی فریب کاریاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۵ مارچ کو پنڈت مالوی نے بنارس میں ہندوؤں کے ساتھ اچھوتوں کو اپنے ہاتھ سے "دیکھشا" دی۔ تا وہ سمجھیں۔ کہ پنڈت بھی ان سے مساوی سلوک کرتے ہیں۔

——— ۶ مارچ کو پنجاب ہندو سبھا کی مجلس عاملہ نے لاہور میں جلسہ منعقد کر کے ریاست کشمیر کے ہندوؤں کی امداد کے لئے ایک سب کمیٹی مرتب کی اور حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے خلاف خواہ مخواہ نیش زنی کر کے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔

——— یو۔ پی کونسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فنانس ممبر نے بتایا کہ ۲۷ فروری ۱۹۳۲ء تک اس صوبہ میں سول نافرمانی کی تحریک کے ماتحت ۸۷۷۵ اشخاص گرفتار ہوئے۔ جن میں سے ۳۰ معافی مانگ کر آزادی حاصل کر گئے۔

——— ۵ مارچ کو بٹالہ پولیس نے ایک قریبی گاؤں پر چھاپہ مارا۔ اور چار اشخاص کو عین اس وقت جبکہ وہ چاندی پگھلا کر جعلی سکے تیار کر رہے تھے۔ گرفتار کر لیا

——— یہ خبر خوشی کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ معزز معاصر انقلاب سے حکومت نے جو ۵ ہزار کی ضمانت طلب کی تھی۔ وہ گھٹا کر پانصد کر دی گئی۔ جو داخل بھی ہو گئی ہے۔ اور انقلاب بدستور جاری رہیگا۔

——— "زمیندار" اخبار سے پہلے دو ہزار کی ضمانت لی گئی تھی۔ جو ضبط ہو گئی ہے۔ اور مزید چھ ہزار کی ضمانت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے اخبار بند ہو گیا ہے۔

——— ہندو اخبارات نے لکھا تھا۔ کہ مولانا شوکت علی کے چارسدہ جانے پر سرخ پوشوں نے مخالفانہ مظاہرہ کیا۔ اور ساٹھ سرخ پوش گرفتار کر لئے گئے۔ لیکن معلوم ہوا ہے یہ خبر قطعاً غلط ہے۔ چارسدہ میں مولانا کا پرجوش استقبال کیا گیا۔

——— آنریبل سر جان بیومونٹ کے رخصت پر جانے کی وجہ سے آنریبل مسٹر جسٹس مرزا علی اکبر بیرسٹر بمبئی ہائی کورٹ کے قائمقام چیف جسٹس مقرر ہوئے ہیں

——— تازہ جمعیتہ العلماء دہلی نے مجلس عاملہ کو توڑ کر صدر کو تمام اختیارات دیدئے ہیں۔ احرار نے بھی مختلف مقامات پر یہی کر رہے ہیں:۔

——— ملاپ ۸ مارچ کا نامہ نگار راوی ہے کہ ریاست جموں و کشمیر میں شورش کے دوران میں ہندوؤں کے جو مکانات جلے ہیں۔ اب سرکاری خرچ پر دوبارہ تعمیر کئے جانے والے ہیں ہندو ہر طرح فائدہ میں رہے۔ پرانے مکانات خود جلا دئے۔ اور اب مسلمانوں سے حاصل شدہ روپیہ سے وہ از سر نو تعمیر کر دئے جائینگے

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان [illegible] سے چھپوا کر [illegible] قادیان سے شائع کیا